رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۶

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینے میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے

(۲) عام قیمت سالانہ عہ شاہی عہ دا عظین اور طلباء سے عہ پیشگی

(۳) امرائے عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپے سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات کے اسما گرامی سرپرستان اخبار کی فہرست میں درج ہونگے

ایڈیٹر محمد یوسف وددوان

قادیان

KHILAFAT LIBRARY

نمبر ۱۷

جلد ۳۰

نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور اُس کی برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کے گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا

(۴) تاج برطانیہ کی خیر خواہی۔ سکھ قوم میں بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم کا پرچار کرنا

اخبار نور

پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے۔

قادیان دارالامان

۱۶ جون ۱۹۱۲ء

زنبیل

البانیا میں بغاوت - ترکی حکومت بسرعت تمام البانیہ کو کمکی فوج بھیج رہی ہے۔ وہاں مقامات سکوطرے و ایپک میں بغاوت پھوٹ پڑی ہے اور سپاہ کو ایک زک بھی مل چکی ہے۔ خدشہ ہے کہ قبیلہ مردی اور کئی زبردست قبائل بغاوت میں شریک ہو جائینگے۔

قسطنطنیہ جن البانویوں نے بغاوت کی ہے ان کا مطالبہ ہے کہ انہیں بھی وہی مراعات دی جائیں جو سنہ ۱۹۱۱ء میں مالیسوری قبیلہ کو دیگئیں تھی۔ اور کہ انھیں اسلحہ رکھنے اور باندھنے کا بھی استحقاق حاصل رہے۔ خبر ہے کہ بغاوت مقام دکودانک تک پہنچگئی ہے جہاں کی فوج کو باغیوں نے حملہ کرکے اُسے محصور کرلیا ہے اور خبر رسانی کے ذرائع منقطع کردئے ہیں مردی علاقہ کی تمام پولیس چوکیاں جلا دی گئی ہیں ترکی حکام کا خیال ہے کہ یہ سب اطالوی خفیہ جاسوسوں کی شرارت ہے۔ لیکن وہ ساتھ ہی اس خیال سے مطمئن ہیں کہ علاقہ میں بغاوت فرو کرنے کے لئے کافی فوج موجود ہے

خرابی موسم کی حجت پر ڈارڈنلز سے بحری سُرنگیں ہٹانیکا کام میں تاخیر ہونیکا باعث [illegible] تمام تجارتی حلقوں کی پریشانی بڑھگئی ہے اور سفارت پر بھی اسکا اثر پڑ رہا ہے

لکھنؤ میں ایک انگریزی تعلیمیافتہ سادھو قبرستان سے مردوں کو نکال کر ان کی چیر پھاڑ کرنے اور بقول خود انھیں کھاجانے کے جرم میں ماخوذ ہوا ہے

بقول پنجاب ایڈوکیٹ کے عیسیٰ خیل میں ایک ہندو نے اپنی منکوحہ بیوی ایک دوسرے ہندو مسمی ٹھاکر کے پاس ۴۰۰ روپیہ کو فروخت کی اور یہ کہ اس رسم کے موقعہ پر بڑے بڑے ساہوکار بھی موجود تھے۔

بنغازی ایطالی مترالیوز توپوں کی کمپنی نے ایک عثمانی ہراولی دستہ کو آتشبازی کرکے منتشر کردیا اور عثمانی سپاہ مونگا اپنے دستہ کی کمک پر پہنچکر ایطالویوں پر حملہ آور ہوئی۔ ایطالی پسپا کردئے گئے اور عثمانی ان کے تین مورچوں کے اندر گھس گئے جن پر اپنا قبضہ کرلیا اس معرکہ میں ایکسو ایطالی سپاہی اور چند افسر ہلاک ہوئے۔

میکسیکو کی خانہ جنگی میں پانچہزار باغی فوج کو اسی قدر وفادار فوج نے فاش زک دیکر اُس کی دس توپیں اور سامان جنگ کی مقدار کثیر چھین لی باغی دریا سے گذر کر پل جلا گئے۔ فریقین کے پانسو ہلاک ہوئے۔

معرکہ طبروق رات کو ایک عثمانی رجمنٹ نے طبروق کیطرف پیشقدمی کرنیکا پختہ ارادہ کیا اور ایسی تدابیر سے کام لیا کہ جن کے باعث دشمن کو نہایت دہشت اور حیرت سے پالا پڑا دشمن تین گھنٹہ تک توپوں کے گولے اور مترالیوز کی قسم کی گولیاں برساتا رہا اس کے بعد نہایت بے سروسامانی کی حالت میں ایک اطالوی پلٹن قلعوں سے نکلی اور اپنے مورچوں پر قابض ہونا چاہا مگر ترکوں نے گولہ باری کرکے اس کے چالیس اور ایک افسر مع دو توپوں کے قبضہ کرلیا اور دشمن کے ۱۰۰ سو سے زیادہ مقتول اور زخمی چھوڑ کر بھاگ گئے

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کے لئے قادیان سے شائع ہوا

KHILAFAT LIBRARY

ایران میں بدامنی

ایران میں بقول ٹائمز حالت سخت نازک ہو رہی ہے وہ ساتھ ہی اسپر بھی افسوس کرتا ہے کہ مشہد مقدس کے روضہ مبارک کا احترام ملحوظ نہ رکھنے میں روسی افسران نے سخت نادانی کا اظہار کیا۔ اس کا بہت بُرا اثر پڑا ہے وہ ایرانی حکومت کی طرف سے انتہاپسندوں کی گرفتاری کو بھی کمزوری کی دلیل سمجھتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ اگر ایرانی حکومت کوہستانی قبائل کو لوٹ مار سے باز رکھنے میں ناکام رہی تو ہندوستان کے شمال مغربی سرحد کے قبائل کی طرح انگلستان اُن کے وظائف مقرر کرکے انھیں امن کا پابند بنا دے۔

تبتیوں میں چینیوں سے عہدہ برآ ہونے سے پیشتر آپس میں ہی پھوٹ پڑ گئی ہے۔ دلائی لامہ کی مفروری کے بعد چینیوں نے جسے لامہ مقرر کیا تھا چند لوگوں نے واپس جاکر اسے مروا ڈالا ہے جسپر اس کے طرفدار چینیوں سے مل گئے ہیں۔ بقول بدھوں کے لامہ کبھی مرتا نہیں وہ پھر جون بدل کر آجاویگا۔

مراکو میں صورت حال خطرناک ہوجانے سے پیرس میں عام تشویش پیدا ہوگئی ہے ملک میں چاروں طرف بدامنی وجوش کے آثار نظر آرہے ہیں۔ فرانس کو توقع تھی کہ سلطان کی رضامندی سے بہت کچھ اُمید بلیگی اور باشندے فرنچ حکومت کو طوعاً و کرہاً قبول کر لینگے۔ مگر سلطان بھی خوفزدہ ہورہا ہے اور فاس سے رباط کو چلے جانے پر مصر ہے عام فساد کے مشترکہ خطرے کی وجہ سے اب ہسپانیہ اور فرانس جلد جلد سمجھوتہ کرنے پر مائل ہوگئے ہیں۔ مقام المغرزیں مراکشیوں نے ایک فرنچ دستہ پر حملہ کیا۔ سات فرانسیسی قتل ہوئے۔ اور سات مفقود الخبر اور تین مجروح ؛

ڈوب مرنے پہ ہو جسکی اُمید بے اُمیدی اُسکی دیکھا چاہئے

اطالوی بحری ناکہ بندی یمن بقول پادیز حدیدہ سے تجاوز کرکے سلیف کامران اور جزیرہ فرسان تک وسیع کردی گئی ہے اور ایک اطالوی جہاز صوبہ عسیر کے بندر قنفدہ کی ناکہ بندی کے لئے بھی بھیجا گیا ہے۔ مزید براں پیرم سے عدن خبر آئی ہے کہ دو اطالوی جہاز مقام ضحیٰ پر جو موخہ کے قریب ہے اور نیز مقام شیخ سعید پر جو آبنائے باب المندب پر واقع ہے گولہ باری کر رہے ہیں ؛

جرمنی کی طرف سے باغلب وجوہ بیرن مارشل ہی لندن میں اب سفیر مقرر ہونگے بیران ۱۹ سال سے قسطنطنیہ میں جرمن سفیر چلے آتے تھے ؛

سیاسات برطانوی۔ کنسرویٹو فریق کے سرگروہ مسٹر بونر لا نے آج دھواں دھار تقریر کرکے برسر حکومت فریق کو خوب اڑے ہاتھوں لیا اور آئرش ہوم رول دیلز کی مذہبی تفریق اور سلطنت کے مالیہ پر سختی سے اعتراض کرکے کہا کہ جدید معاملہ اراضی کی وصولی پر خرچ تو ایک کروڑ روپیہ سے زائد ہوا اور آمدنی اس مد سے صرف ۶ لاکھ روپیہ ہوئی ؛

ایکروی پاری (فرانسیسی) اپنے نامہ نگار روما کی سند پر لکھتا ہے کہ اٹلی گورنمنٹ فرانس کی رضامندی سے دوران جنگ کے محدود زمانہ تک زوارہ اور اس کے آس پاس کے دیگر توسنی بنادر پر جو ترکوں کے پاس سامان جنگ آنے کے راستے ہیں عارضی قبضہ کر لینا چاہتی ہے۔ فرانس نے اسبات کو بدیں وجہ منظور کرلیا ہے کہ اُسے سرحدوں کی نگرانی سے چھٹی مل جائیگی ؛

الیطالی خبر تھی کہ انھوں نے زوارہ پر قبضہ کرلیا ہے مگر یہ غلط ہے ان کا قبضہ زوارہ کے قریب ایک مغربی مقام پر جس کا نام سید سعید ہے ہوگیا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق آستانہ کی باضابطہ خبر حسب ذیل ہے ۱۵ اپریل ۹ بجے ایطالی جنگی جہازوں نے طرابلس الغرب کے مقام زوارہ پر گولہ باری شروع کی۔ شہر کا ایک حصہ فوجی بارک کا ایک ٹکڑا اور جامع مسجد کی تھوڑی سی عمارت منہدم کردی ان نو جنگی جہازوں کے علاوہ تین اور بھی آئے تھے جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا اور ایطالیوں نے ہزار کوششیں کیں مگر اپنی سپاہ خشکی پر نہ اُتار سکے۔ آخر وہ تین جہازوں کو زوارہ کے مقابل میں چھوڑ کر باقی ۹ جہازات سید سعید پر لے گئے۔ اور وہاں گولہ باری کرکے ایک کالم فوج کا خشکی پر اُتار دیا۔ لیکن عثمانیوں نے اُس سے زیادہ فوج اُتارنے نہ دی اور جو فوج خشکی پر آگئی تھی اس کی واپسی کی راستہ بند کرکے اُسے ایطالی جنگی بیڑہ سے الگ کردیا ؛

المؤید مورخہ ۱۷۔ اپریل گزشتہ میں حسب ذیل برقی پیام شائع ہوا ہے۔ از بنغازی علاقہ سلوم مصری بتاریخ ۱۵۔ اپریل ۱۹۱۲ء عثمانی براباس بات کی کوشش میں ایطالویوں کو چھیڑتے رہتے ہیں کہ وہ کسیطرح مورچوں سے نکلکر کھلے میدان میں معرکہ آرا ہوں مگر ایطالویوں کو مورچوں کے اندر سے نکلنا پسند نہیں آتا۔ آخر انھیں میدان میں آنے پر مجبور بنانے کا سب سے اچھا وسیلہ یہ خیال کیا گیا کہ شہر درنہ میں پانی کا جانا بند کر دیا جائے۔ اور ایسا کرتے ہی اہل شہر اپنے ایطالی حکام سے فریادی ہوئے کہ پانی بغیر ہم مرجائینگے گرمی کا موسم ہے اور پانی شہر میں آنا بند ہوگیا ہے جس طرح ممکن ہو ہم کو پانی دلواؤ۔ ایطالی حکام نے پہلے تو اہل شہر کو ٹالنا چاہا لیکن ان کے اصرار کو دیکھ کر غیر از ایں کچھ بن نہ آیا کہ تین پیدل پلٹنیں ۱۴ اپریل کو چشمہ عربوں سے واگزار کرانے کے لئے روانہ کیں وہاں

(باقی کالم ۳ پر)

(بقیہ کالم ۲ صفحہ ۱) ۱۲ ہزار ایطالی سپاہ کو شکست دیکر ان کے مورچوں سے دھکیل دیا۔ مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد ۲ ہزار ایطالی سپاہ کو شکست دیکر ان کے مورچوں سے دھکیل دیا۔ مرنے والوں اور زخمیوں کی تعداد

KHILAFAT LIBRARY

ہم کیا سے کیا بن گئے

ایک وہ وقت تھا جبکہ مسلمانوں میں ایک زندہ سپرٹ کام کر رہی تھی۔ ہمدردی اور اخوت کا بے پایاں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ جس جگہ ایک یا دو مسلمان بھی پہنچگئے اُنھوں نے اپنی دھارمک قدسیت سے اُن لوگوں کی کایا پلٹ دی ہسپانیہ میں جب مسلمان گئے تو اُس وقت ہسپانیہ کی جو ناگفتہ بہ حالت تھی اس کا اندازہ صرف اسی سے لگ سکتا ہے کہ اہل ہسپانیہ کے نزدیک جو سب سے بڑھ کر عزیز اور دلربا چیز جسکو وہ اپنی زندگی کی روح رواں سمجھتے تھے وہ وہ بدترین چیز تھی جس کے لئے خدا تعالیٰ کا کلام "ام الخبائث" کا فتویٰ دیتا ہے۔ مگر دیکھو جب مسلمانوں نے وہاں جاکر اہل ہسپانیہ کی کسطرح کایا پلٹ دی۔

پھر اس کے علاوہ افغانستان اور بلوچستان کے رہنے والوں پر نظر ڈالئے جو اس گئے گذری وقت میں بھی نماز کو ترک کرنا اپنے لئے بہت ہی برا سمجھتے ہیں۔ آپ میں سے بہت ہی کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ مسلمانوں کے مبارک قدم رکھنے سے پہلے ان ہر دو ملکوں کے رہنے والے اکثر ناگفتہ بہ درگت میں اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے تھے۔ مسلمانوں کے آنے سے پہلے ایران کے قرب کے باعث اکثر لوگ سخت اور کٹر آتش پرست تھے۔ یہ لوگ مہینے میں ایک دو دفعہ خوش طبعی کے لئے مجلسیں کیا کرتے تھے۔ جسمیں عورتیں اور مرد یکساں حصہ لیتے تھے اُس مجلس میں شراب کا دور چلا کرتا تھا اور اس کے بعد رقص و سرود سے مجلس کو گرم کیا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے زمانہ میں صرف پندرہ مسلمان عرب سے بھاگ کر افغانستان میں آئے۔ ان کے مزکی نفس اور قدسی وجود نے افغانستان اور بلوچستان جیسے سخت ترین کٹر اور اکھڑ ملک کی کایا پلٹ دی۔ وہ لوگ جو اگنی دیوتا کے دلدادہ تھے توحید کے زمزمے الاپنے لگے۔ اور اُن میں اسلام کے لئے ایسی محبت اور نہ بجھنے والی سپرٹ پھونکی گئی کہ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی یہاں ایک طرف اُن میں نماز کی پابندی پائی جاتی ہے وہاں دوسری طرف اسلام پر جان نثار کر دینا ان کے لئے درحقیقت ایک ادنیٰ سی بات ہے آہ کیسی کایا پلٹ گئی وہ جو کچھ عرصہ پہلے اگنی دیوتا کی پوجا کرتے تھے اور علاوہ بریں گوناگوں بدکاریوں میں گرفتار تھے وہ چند اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کے طفیل قسما قسم کی بدکاریوں سے بیزار ہوکر اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے۔ کیا کسی پیروان دین و دھرم نے بجز اسلام کے ایسی حیرت انگیز تبدیل پیدا کی حاشا و کلا

پھر اس سے اتر کر آپ مسلمانوں کے آنے سے پہلے ذرا ہندوستان تیرہ خاکدان کی حال زار کو ملاحظہ فرمادیں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمانوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی۔ شاکت مت کا دور دورہ تھا جس کے مقتداؤں اور مجتہدوں نے دُنیا کے بُرے سے بُرے اور گندے سے گندے اور مکروہ سے مکروہ ترین برائیوں کو اپنے مذہبی سیقل سے لوگوں کی نظروں میں درخشندہ نیکیاں ظاہر کر رکھی تھیں۔ شاکت مت والوں کے نزدیک اس کے لئے بہشت کے دروازے وا ہیں جو زیادہ سے زیادہ شراب پیئے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی شراب کے دوسرے لوازمات میں اپنا بدل اور نظیر نا رکھے۔ زنا جیسی مکروہ ترین چیز کو وہ اعلیٰ درجہ کی نیکی سمجھتے تھے۔ نجات کے حاصل کرنے کی خاطر عورت کے اندام نہانی کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس مذہب کی اعلیٰ ترین نیکیاں ظاہر کرتے ہوئے میرا قلم شق ہوتا ہے ورنہ آپ لوگ عش عش کر اُٹھتے کہ ہیں ہا ہا! کیا ایسی ایسی باتیں مسلمانوں کے آنے سے پہلے ہندوستان میں ..... مگر خیال کیجئے مسلمانوں کے قدوم میمنت لزوم کے طفیل بہار پہلے تیس کروڑ دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی وہاں اس کی جگہ توحید کا نور گونجنے لگا۔ یہاں لوگ بدترین برائیوں کو اپنے مذہب کا جزو لاینفک سمجھے ہوئے تھے وہاں قدسیت اور تہذیب کے آوازے آنے لگے۔ ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ پیروان اسلام نے اپنی قدسی قوت کے ذریعہ حیوانوں سے انسان اور انسانوں سے باخدا انسان بنادیئے۔

مگر دیکھو اسی اسلام کو جب ہم جیسے ناہنجار بدنام کنندہ نکونامے چند سے واسطہ پڑا تو کیا ہوا وہ دوسروں کو جگانیوالے خود گہری نیند سوگئے۔ وہ اسلام جس نے جدی دشمنوں کو باہمی بھائی بھائی بنادیا تھا آج اس کا دم بھرنیوالے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں۔ وہ اسلام جس نے مختلف افراد کو ایک سلک میں منسلک کر دیا آج اس کے نام لیوا جھاڑو کی سینکوں کی طرح بکھر رہے ہیں وہ جو اوروں کی ہدایت کا موجب تھے آج وہ خود گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ گویا اسلام کی پہلی رونق بزم آج اُجڑے ہوئے دیار سے بدل گئی ہے۔ ہم میں محبت کی بو نہیں، نہ بزرگوں میں شفقت اور نہ خوردوں میں اطاعت ہے۔ اگر ہم ہندوستان کے مختلف ادیان پر نظر ڈالیں۔ ان کی تیز رو ترقی کو دیکھیں اور پھر اس کے مقابلہ میں اپنی پستی پر نظر ڈالیں تو ہمیں شرمسار ہوکر گریبان میں منہ ڈالنا پڑتا ہے۔

ہم میں جو زیادہ خوشامدی اور زیادہ "جھوٹی چک" ہو وہی بڑا کارکن ہے۔ گر وطنی بھائیوں میں یہ بات نہیں ہے وہ کام کو نام پر ترجیح دیتے ہیں اُن میں قربانی

KHILAFAT LIBRARY

کی بنیاد پر روح پائی جاتی ہے۔ وطنی بھائیوں میں کثرت سے ایسی مثالیں دیکھی جاتی ہیں کہ لائق اور فائق بی۔ اے اور ایم۔ اے یا تو مذہبی محبت میں سرشار ہو کر مفت کام کر رہے ہیں اور یا برائے نام قلیل تنخواہ پر اپنے آپ کو دھرم اور ایمان پر قربان کر چکے ہیں۔

مگر ہمارے ہاں ابھی تک وہ بات پیدا ہی نہیں ہوئی پرانے خیال کے ہندو لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جس جانور۔ بکرا یا سانڈ وغیرہ کو کسی خاص دیوتا کے نام قربان کیا جاتا یا چھوڑا جاتا تھا تو اس قربان شدہ جانور کو یہ پورا پورا حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ جس جگہ چاہے چرتا پھرے جس کا چاہے کھیت اُجاڑ دے مگر کسی کی کیا مجال کہ قربان شدہ کو اپنے کھیت سے ہٹا سکے۔ سو آپ مجھے معاف فرماویں اگر میں یہ کہوں کہ بدقسمتی سے ہم لوگوں میں بھی یہی بات پائی جاتی ہے۔ جو مذہب کے نام پر اپنی لائف قربان کرتے ہیں انہیں پوری طرح حق حاصل ہوتا ہے۔ جتنی چاہیں تنخواہ لیں جو کچھ چاہیں سیاہی سفیدی کریں اُنپر باز پرس کرنیکا کسیکو شمہ بھر بھی اختیار نہیں۔ بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص جسے پہلے سرکاری ملازمت میں ۵۰ روپے تنخواہ ملتی تھی مگر جب وہ قومی قربانگاہ کی سٹیج پر آتا ہے نا صرف اس کی تنخواہ فوراً اور معاً ۵۰ سے ۹۰ یا ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہو جاتی ہے بلکہ اخبارات میں اس کے لئے بڑے بڑے طول طویل آرٹیکل شائع ہوتے ہیں۔ کہ فلاں نے تمام دنیاوی خواہشات پر لات مار کر قوم اور مذہب کی خاطر اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ اس سے میری یہ مراد نہیں کہ مسلمانوں میں قطعی طور پر قربانی کا مادہ نہیں اسلام میں بعض خدا کے پیارے ایسے بھی پائے جاتے ہیں جنہوں نے ایمان اور اسلام کی خاطر اپنا تن من اور دھن قربان کر دیا ہے اور وہ ہر ایک دینی کام میں بیش از بیش حصہ لینے کے لئے ہر وقت مستعد اور طیار رہیں مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی اور قلیل ہے جس طرح آٹے میں نمک۔ ورنہ اکثر لوگ تو اُنگلی کو خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں برخلاف اسکے وطنی بھائیوں کی طرف ہم دیکھتے ہیں کہ اُن میں قربانی کی لہر بڑی زبردست ہے جس شخص کو سرکاری ملازمت میں ڈیڑھ سو یا دو سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہو مگر اپنی لائف دینے کے بعد یا تو وہ مفت کام کریگا ورنہ وہ ۴۰ یا ۵۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ تنخواہ نہیں لیگا۔ جب صورت حال یہ ہے تو ہماری نسبت وطنی بھائیوں کا ترقی کرنا اور میدان ترقی میں گوئے سبقت لیجانا ایک لازمی امر ہے۔

یہ ہمارا دعویٰ قیاسی اور وہمی باتوں پر مبنی نہیں بلکہ اس کے لئے ہمارے ہاتھ میں ایسے درد انگیز اور عبرت خیز اثبات ہیں جنکا تصور آتے ہی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور جسم تھرتھرانے لگتا ہے دور کیوں جائیے اپنے انسٹی ٹیوشنز کے جلسوں اور ان کے نتائج پر ایک سرسری نظر ڈال دیکھ لو۔ آریہ صاحبان کے گروکل کانگڑی کا جلسہ ہوا تو وہاں آناً فاناً اور ہاتھوں ہاتھ ۶۲ ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ اس کے علاوہ سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ ہوا تو بہت سے مفید تریں رزولیوشن کے پاس کئے جانے کے بعد ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ چندہ ہُوا۔ مگر دوسری طرف انجمن حمایت الاسلام کے سالانہ جلسہ کی کارروائی اور اس کے نتائج کو ملاحظہ فرماویں تو ہمیں مارے شرم کے سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔ اگر مجھے بعض احباب کرام معاف فرماویں تو انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں مختلف اقسام کی طعن و تشنیع کے بعد اور پھر طعن و تشنیع بھی اس حد تک پہنچے ہُوئے (اگر پنجابی لفظ کے استعمال کرنے کی اجازت ہو تو) کہ اس نے عورتوں کے سیٹھنوں کو بھی مات کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ مفید سے مفید ترین لیکچروں میں بھی انجمن حمایت اسلام کے پنڈال میں کچھ رونق نہ تھی۔ مگر اشعار بازی اور ھجو ملیح کے وقت انجمن حمایت اسلام کا پنڈال ازدحام مخلوق سے اس قدر لبریز ہوتا تھا کہ جس کا کوئی ٹھکانا نہیں

بہرحال اس سے نہایت آسانی کے ساتھ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ آجکل ہمارے مذاق کا رجحان کسطرف کو ہے۔ چندہ فراہمی کا وقت آیا تو بڑی مشکل کے ساتھ ۱۷ ہزار روپیہ چندہ جمع ہوا۔ اب گروکل کے ۶۲ ہزار اور سکھ ایجوکیشنل کانفرنس کے ایک لاکھ پندرہ ہزار سے انجمن حمایت اسلام کے ۱۷ ہزار چندہ کی کیا نسبت ہے۔ ممکن ہے اس کے جواب میں یہ کہا جاوے کہ مسلمان غریب ہیں اور وطنی بھائی مالدار۔ مگر حقیقت میں یہ بات نہیں۔ ایک ہندو اور ایک مسلمان کے باورچی خانہ کے ماہواری خرچ کا مقابلہ کرنے سے بالبداہت یہ بات عیاں اور آشکارا ہو جائیگی کہ ان میں مالدار کون ہے۔ اور غریب کون صرف یہی ایک بات نہیں بلکہ ہر ایک ترقی کے شعبہ میں وطنی بھائی گوئے سبقت لے جا رہے ہیں۔ یہ کیوں جواب صاف ان میں اتفاق ہے ہم میں نفاق اُن میں اخوت ہم میں نخوت اُن میں فرض مقدم ہے ہم میں غرض۔ اُن میں خودداری ہم میں خودرائی۔ اُن میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت ہے اور ہم میں عداوت۔ اُن میں کام کی قدر ہے مگر ہم میں نام کی۔ اُن میں بڑے دماغ کو ترجیح ہے اور ہم میں بڑے پیٹ کو۔ اللہ ہمارے حال پر رحم کرے۔

اگر ہمیں موقع ملا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنے کسی آئندہ نمبر میں اس امر پر کافی روشنی ڈالینگے۔

کیا آپ نور کی توسیع اشاعت کو بھول گئے۔ گھٹیل ہی گھٹیل ہند و پرچوں کی اشاعت بھی دو تین ہزار سے کم نہیں ہوتی۔ مگر دوسری طرف اشاعت کے لحاظ سے ہمارے اخبار اسقدر اقل دائرہ میں ہیں کہ انکی اشاعت ظاہر کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے ہر دست دو خریدار بہم پہنچا دینے سے اخباری معاملہ میں قوم کی عزت کو قائم رکھ سکتا ہے نور جس خلوص قلب اور صدق

ہمارے پیارے اسلام کی بھلائی کی خاطر اور دین کی خدمت کرنے میں کہ نور ہی اور نور کی پیچھے ہیں کہ نور کا خاص الخاص دوست اور دشمن اسلام کو ان سے دور رکھنا ہے

انا للہ وانا الیہ راجعون ناظرین نور کو اطلاع دی جاتی ہے کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے پسر اکبر ماہو کی اہلیہ نے مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۲ء بوقت شام اس جہان فانی کو خیر باد کہہ مرحومہ ایک نیک سیرت اور دیندار بیوی تھی اپنے پیچھے بچے اور ایک بڑا کنبہ چھوڑ گئی ہے ناظرین مرحومہ کے لئے نماز جنازہ پڑھکر دعائے مغفرت فرماویں۔ خاکسار اڈیٹر

KHILAFAT LIBRARY

نوٹ نکات رائیں

آریہ سماجی کی تعریف ایک مشہور آریہ اخبار کے قلم سے

آجتک تو بانی سماج کے بتلائے ہوئے رستہ کے مطابق عوام الناس اسکو آریہ سماجی سمجھے ہوئے تھے جو چار ویدوں پر اپنا عقیدہ رکھتا ہو ستیارتھ پرکاش کا دلدادہ ہو۔ ہون۔ گایتری سندھیا کو اچھا جانتا ہو مگر آریہ سماج کا مشہور معروف اخبار ہندوستان سوامی دیانند کے اس تمام کئے کرائے پر پانی پھیر کر آریہ سماجی کی وسیع اور مدلل تعریف کو اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں بدیں الفاظ آشکارا کرتا ہے :-

"وہ ہندو آریہ سماجی ہے جو شرادھ نہیں کرتا۔ اور جو مورتی کے سامنے سر نہیں جھکاتا۔ اسبات کی پرواہ نہیں کہ وہ ویدوں کو الہامی مانتا ہے یا نہیں۔ سندھیا۔ گائتری اور ہون کی فضیلت کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں۔ جو جوان لڑکا اپنے خاندانی بوڑھے پروہت کے ساتھ مورتی پوجا پر بحث کرنے کو تیار ہو جاتا ہے وہ آریہ سماجی ہے خواہ وہ دیال سنگھ ہائی سکول میں پڑھتا ہے اور دن سے برہمو ہو اور خواہ وہ مشن اسکول میں پڑھتا ہو اور عیسائیت کی طرف راغب ہو۔ ایک ہندو کا موجودہ ہندو رسوم پر اعتراض کرنا اُسے آریہ سماجی بنانے کے لئے کافی ہے۔"

کہاں سوامی دیانند کا اپنی ہر ایک تصنیف میں اسبات پر زور کہ آریہ سماجی وہ ہے جو چاروں ویدوں کو الہامی سمجھتا ہو۔ اور سندھیا اور گائتری ہون وغیرہ کو ایسا ہی ضروری سمجھے جیسے حیاتی کے لئے سانس کا لینا ضروری ہے۔" اور پھر کہاں آریہ سماج کے مشہور اخبار ہندوستان کی یہ نئی تھیوری؟ ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

آریہ سماج کے پولٹیکل باڈی ہونیکا ثبوت ایک مشہور آریہ اخبار کی قلم سے

منصف آدمی فوراً اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ایک خالص مذہبی جماعت کبھی پولٹیکل باڈی نہیں ہو سکتی اور نا ہی ایک پولٹیکل باڈی کبھی خالص مذہبی جماعت کا دعویٰ کر سکتی ہے کیونکہ پالیٹکس نیشنلٹی کو چاہتی ہے اور مذہب ہیومینٹی کا دلدادہ ہے گویا دونوں میں اجتماع ضدین ہے۔ بعض دوست جب آریہ سماج کو پولٹیکل باڈی کہتے تھے تو ہم عموماً اس بات کو بُرا مانتے تھے کیونکہ ایک مذہبی جماعت کبھی پولٹیکل باڈی ہو ہی نہیں سکتی مگر "خود غلط بود آنچہ ما پنداشتم"

اب آریہ سماج کا مشہور و معروف اخبار ہندوستان اپنے ۳۰ مئی کے اشو میں لکھتا ہے۔

"بھارت کی پولٹیکل دنیا میں بھی آریہ سماج کو اول درجہ کا پروٹسٹنٹ مانا جاتا ہے ۱۹۰۷ء کے پولٹیکل شور و شر کی سب سے زیادہ ذمہ داری آریہ سماج ہی کے سر تھوپی جاتی ہے اور یہ ذمہ داری اگر آریہ سماج پر بحیثیت مجموعی نہیں بلکہ چند آریہ سماجیوں پر لگائی جائے تو یہ بہت کچھ سچائی پر مبنی تھی اور یہ سچ ہے کہ آریہ سماج بحیثیت آریہ سماجی کے طبعاً بہت کچھ پروٹسٹنٹ ہیں۔ پھر آگے چلکر یہی اخبار لکھتا ہے :-

"اس تحریک کا حشر کیا ہوا اس سوال کا جواب دینے کی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ ناظرین اس سے واقف ہیں ان **غلط کاریوں** اور

بیہودہ حرکتوں کی تشریح کرنے کی یہاں ضرورت نہیں ہے جو اگر ہمارے بھائیوں کے ہاتھوں ظہور پذیر ہوتیں تو ۱۹۰۷ء کی پولٹیکل تحریک ایک نہایت مفید اور بار آور تحریک ثابت ہوتی"

جن الفاظ کو ہم نے ٹکر دیا ہے وہ خصوصیت سے ناظرین کے قابل نو ہیں اور ان الفاظ کو پڑھکر وطنی بھائیوں کے موجودہ رجحان کا پتہ لگا لینا ذرا بھی مشکل نہیں۔

مہاشہ دھرمپال کا آریوں سے بیزاری ظاہر کرنا

مہاشہ دھرمپال اپنے اخبار اندرمورخہ ۱۹ اپریل میں لکھتے ہیں میں اُن آریوں سے بیزار ہوں جنہوں نے زندہ باپ خداوند کو چھوڑ کر ایک انسان کی مدح سرائی شروع کر رکھی ہے اپنے لیکچروں میں خدا اور اُس کے زندہ دھرم کا اتنا نام نہیں لیتے جتنا کہ وہ دیانند کا نام لیتے ہیں۔ مجھے لکھنا پڑتا ہے کہ اگر تمہیں خداوند خدا کو چھوڑ کر انسانوں کی مدح سرائی ہی کرنی منظور ہو تو مسیحؑ کا نام اور محمدؐ کا نام لو جو کہ دیانند سے زیادہ افضل اور برتر تھے۔ اور جنہوں نے بنی نوع انسان کی دیانند کی نسبت زیادہ خدمات کی ہیں۔ دیانند کیا تھا وہ میرا ایک بھائی تھا اور بڑا بھائی تھا۔ اور وہ مر گیا مگر میرا باپ زندہ ہے لیکن جب آریہ لوگ لا الہ الا اللہ کے ساتھ دیانند رسول اللہ پر زور دیتے ہیں تو میں مجبوراً اُن کو کہتا ہوں کہ دیانند رسول اللہ کی نسبت محمدؐ رسول اللہ ہزار درجہ بہتر تھا۔ مسیح ابن اللہ دیانند سے افضل تھا اور بہت افضل تھا۔ کیونکہ جس وقت محمدؐ اور مسیح نے خدائی دھرم کا پرچار کیا تھا اسوقت دنیا میں چاروں طرف تاریکی تھی۔ اگر دیانند مسیح اور محمدؐ کے زمانہ میں ہوا ہوتا تو وہ کچھ بھی نہ کر سکتا۔ میں آریہ لوگوں سے کہتا ہوں دیانند کی غلامی کو چھوڑ دو اور اسی دھرم کا پرچار کرو جو مسیح کا دھرم تھا۔ جو محمدؐ کا دھرم تھا۔

مہاشہ دھرمپال کے سنہ ۱۹۰۱ء سے حالات کا آجکل کے حالات سے مقابلہ کرکے بے ساختہ منہ سے یہ نکلتا ہے ؎

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

ہندو کانفرنس کی صدارت پر جھگڑا

آجکل ہندو پریس میں ہندو کانفرنس کی صدارت پر بہت کچھ لے دے ہو رہی ہے۔ آریہ سماج کا مشہور اخبار "ہندوستان" کا ایڈیٹر اپنے آقا نامدار کا حق خدمت ادا کرنے کے لئے اس بات پر زور دے رہا ہے کہ اس آئندہ کانفرنس کے صدر پنڈت رامبھجدت چودھری ہونے چاہئیں چنانچہ وہ اس کے لئے یہ دلائل قاطع اور برہان ساطع پیش کرتا ہے:-

"شریمان پنڈت رام بھجدت جی چوہدری میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک سچے لیڈر میں ہونی چاہئیں۔ وہ زبردست اخلاقی جرأت رکھتے ہیں۔ ۱۹۱۰ء میں جب مشہور ہوا کہ ریاست دھولپور نے اپنے ہاں آریہ سماجیوں کو اس جرم میں گرفتار کرنا شروع کیا ہے کہ وہ ستیارتھ پرکاش پڑھتے اور ستیارتھ پرکاش کو اپنے پاس رکھتے ہیں تو پنڈت جی نے آریہ سماج لاہور میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے اعلان کیا کہ اگر ستیارتھ پرکاش کا پڑھنا اور رکھنا گناہ ہے تو میں اس گناہ کے لئے پھانسی پر چڑھنے کو تیار ہوں۔ انھوں نے کہا کہ میں دھولپور جاؤنگا۔ ستیارتھ پرکاش کا پرچار کرونگا اور دیکھونگا کہ اس جرم میں کون مجھے گرفتار کرتا ہے اور اگر کوئی گرفتار کریگا تو میں خوشی سے گرفتار ہو جاؤنگا اس قسم کے واقعات سے ایک شخص کی اصلی اخلاقی قیمت کا پتہ لگتا ہے۔ جب اکثر لوگ خوف کے مارے آریہ سماج کو چھوڑ رہے تھے اور حکام کے سامنے اپنے آپ کو غیر آریہ سماجی کہنے میں ہی اپنا اور اپنے بال بچوں کا بچاؤ سمجھتے تھے تو اس وقت پنڈت جی علی الاعلان سر جگہ اپنے آپ کو آریہ سماجی کہتے تھے۔

KHILAFAT LIBRARY

ہمعصر ہندوستان کے یہ دلائل قاطع آریہ کانفرنس کے لئے خواہ کتنی ہی مفید کیوں نہوں مگر ہندو کانفرنس کے لئے ہرگز قابل سماعت نہیں ہو سکتے۔ باقی رہا ایڈیٹر ہندوستان کا اپنے آقا کا حق نمک ادا کرنا سو اس میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا۔

ویدک دھرم مذہب کے لئے سختی کی تاکید کرتا ہے یا اسلام

ہمعصر ہندو لکھتا ہے کہ "دھرم اور سختی کم از کم ہندو شاستروں اور ہندو تہذیب میں تو بالکل دو متضاد چیزیں ہیں۔ لیکن دوسرے مذہبوں کے متعلق ہر روز ایسی مثالیں سننے میں آتی ہیں۔ کہ فلاں ہندو لڑکے کو جبراً مسلمان کر لیا"

اسلام میں مذہب کے لئے کسی سے سختی کرنا تو الگ رہا اس کا تصور تک دل میں لانا سخت منع ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے ؎ اکراہ فی الدین۔ یعنی مذہبی معاملہ میں کوئی مجبوری نہیں ہے۔ جس مذہب کو جس کا دل چاہے اختیار کرے۔ مگر برخلاف اس کے ویدک دھرم مذہب کے معاملہ میں سختی اور اشد ترین ورزش کی تعلیم ضروری ہے جیسا کہ پنڈت دیانند صاحب بھاشیہ دنی سنسکار کے صفحہ ۵۱ پر تحریر فرماتے ہیں

"جن لوگوں نے برہمچریہ (تجرد) گھرست دان (خانہ داری) سنیاس (فقیری) وغیرہ نہ رکھا ہو ایسے لوگ یا تو ہمارا مذہب قبول کریں یا ہمارے غلام ہو کر رہیں یا ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جاوے۔ پھر رگوید بھاشیہ مطبوعہ سنہ ۱۹۳۵ء بکرمی صفحہ ۲ پر سوامی جی تحریر فرماتے ہیں کہ "جو ویدوں کو نہ ماننے والے دہریہ لوگ ہیں وہ سب ہماری جائے رہائش سے دور چلے جائیں۔ نہ صرف ہماری جائے رہائش سے بلکہ دوسرے ملکوں سے بھی دور ہو جائیں۔

مطلب یہ کہ ایسے آدمی کسی ملک میں بھی نہ رہنے پاویں۔ اب ہم اسپر کچھ حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے ہندو کے ایڈیٹر صاحب خود ہی خیال فرماویں کہ ویدک دھرم میں سختی اور درشتی کا تاکیدی حکم ہے یا اسلام میں جو کہ ؎ اکراہ فی الدین کا آوازہ بلند کرتا ہے۔

ایک سنسنی خیز واقعہ ۸۰۰ نومسلموں نے چوٹیاں رکھ لیں اور جنیو پہن لیئے

آخر سستی اور لاپرواہی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنسنی خیز واقعہ کیا اسلام کے واسطے ایک دردمند دل رکھنے والے کیلئے کچھ کم صدمہ انگیز نہیں ہوگا مسافر آگرہ لکھتا ہے "ایک تازہ ترین خبر سے معلوم ہوا ہے کہ پرماتما کی کرپا سے ۸۰۰ آٹھ سو کی شدھی سرد گھن ہو چکی ہے یہ سب لوگ ہندو تھے مگر زمانہ کی گردش سے آہستہ آہستہ مسلمانوں میں جذب ہو گئے تھے۔ اس شدھی میں خاص خصوصیت یہ تھی کہ صوبہ بہار کے (جہاں یہ شدھی ہوئی) تمام برگزیدہ پنڈت لوگ شریک تھے اور شدھی بھی سری پنڈت دوارکا ناتھ جی نے اپنے ہاتھ سے کرائی اور بعد شدھی شدھ شدہ بھائیوں کو ہندو سوسائٹی نے بالکل جذب کر لیا"

وہ مسلمان جو اپنے سینہ میں دل اور دل میں درد رکھتا ہے یہ دہشتناک خبر پڑھ کر لاریب اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائینگے۔ کہاں اسلام کا وہ رونق بزم کا زمانہ جبکہ لوگ کشاں کشاں اسلام کی طرف کھچے چلے آتے تھے اور کہاں ہماری کرتوتوں کے باعث

آجکل کا اُجڑا ہوا دیار اور اسپر ان منحوس خبروں کی بھرمار کہ آج ۸۰۰ نومسلم شدھی سبھا کے چنگل میں جا پھنسے آج اتنوں نے بپتسمہ لے لیا۔ مگر ہمارے دل ایسے پتھر بن گئے جو باوجود راہگیروں کی سخت سے سخت ٹھوکروں کے بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے اس زندگی سے بہتر تھا کہ ہم مرگئے ہوتے تاہم آج ایسی منحوس خبروں کو نہ سُننے۔ اسلام پر اس وقت سخت آزمائش کا وقت ہے مگر اسلام کے وہ نام لیوا جنکو اسلام نے حیوانوں سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنا دیا آج اُن کی اولاد یہ دیکھ رہی ہے کہ اسلام پر چاروں طرف سے مخالفین حملے پر حملے کر رہے ہیں مگر کیا مجال کہ ان کا پتھر دل پسیجے۔ پرند اور چرند اپنے محسن کے لئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے مگر ہملوگ ہیں جو شجر اسلام سے شیریں اثمار کھاکر شیریں کام ہوئے مگر آج اس مثمر درخت جس کے لذیذ پھل کھاکر ہملوگ حیوان سے انسان اور انسان سے باخدا انسان بنے تھے اس کے گرد مخالفین کا جھرمٹ دیکھ کر اس درخت سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ ایک درخت کو آگ لگ گئی اس کے پتے اور ٹہنیاں جلنے لگیں مگر پرندے اُس درخت پر چین سے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک مسافر نے یہ حالت دیکھ کر پرندوں کو مخاطب کرکے کہا ؎

آگ لگی اس برکھش کو جلنے لگ گئے پات
تمیں کیوں جلو پنکھیو پنچھی تمھارے ساتھ

مطلب اس درخت کو آگ لگ گئی ٹہنیاں اور پتے بھی جلنے شروع ہوگئے۔ اے پرندو تم کیوں نہیں اڑ جاتے جبکہ پر تمھارے ساتھ ہیں یہ سُنکر پرندے یہ جواب دیتے ہیں۔ ؎

پھل کھایا اس برکھش کا گندی کینے پات
یہی ہمارا دھرم ہے جلینگے اس کے ساتھ

مطلب اس درخت کے شیریں اثمار کھاکر ہم شیریں کام ہوئے اور اس اس کے پتوں کو گندہ کیا ہمارا یہی دھرم ہے کہ ہم بھی اس کے ساتھ ہی جلیں۔

KHILAFAT LIBRARY

آج کل مسلمانوں میں بفضل خدا بہت سے مالدار بھی ہیں جو درجنوں واعظ رکھ سکتے ہیں۔ بہت سی اسلامی انجمنیں بھی ہیں جنہیں حمایت اور اشاعت اسلام کا دعویٰ ہے مگر کسیکا دل نہیں پسیجتا کہ لوگ جو محض اسلام کی ناواقفیت کے باعث ارتداد اور ضلالت کے گڑھے میں گر رہے ہیں ان میں واعظین اور مبلغین بھیجکر نور ہدایت کیطرف کھینچیں۔

نومسلم حفاظت فنڈ کس حالت میں ہے

میزان سابقہ ماہ عہ ۱۳

جناب غلام محمد خاں کو دفعدار چھاونی کراچی عہ ۸

جناب محمد نواز خاں کو دفعدار کراچی ۸ر میاں مہدی حجام ۸ر۔ جناب خداداد خانصاحب رسائیدار ۸ر جناب ماسٹر محمد دین صاحب بی۔ اے سیکنڈ ماسٹر قادیان ۸ر

میزانکل ماہ عہ ۵

نومسلم حفاظت فنڈ کی رفتار بہت دھیمی ہے پوری اکیسواں کی لگاتار کوشش اور ناظرین کی بار بار سمع خراشی کے بعد جاکر کہیں ماہ عہ ۵ جمع ہوئی ہیں۔ برخلاف اس کے مسافر آگرہ نے شدھی سبھا کے لئے چند سطور لکھ کر ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی ہزار روپیہ کے قریب جمع کر لیا یہ بدیہی واقعات بتلا رہے ہیں کہ برادران وطن میں قومی احساس اور جد وجہد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے مگر برخلاف اس کے ہم لوگوں کے دل بالکل مردہ ہو گئے ہیں اور ہم میں قومی درد اور احساس کا مادہ قریب قریب غلط ہو رہا ہے۔ ہم دل وجان سے اس امر کے متمنی ہیں کہ بھارت شدھی سبھا کے پرچارکوں کے دوش بدوش اور پہلو بہ پہلو ہمارے واعظین لوگوں کو ارتداد کے گڑھے سے نکال کر نور ہدا کیطرف کھینچیں ہمارا دل تڑپتا ہے۔ کہ نومسلموں کے لئے سکول کھولدئے جائیں جس میں وہ ایک عرصہ رہکر شعائر اسلام سے واقفیت حاصل کرکے اسلام کے بہادر اور جوشیلے سپاہی ہوکر نکلیں جو اوروں کو اسلام کے آبحیات کے چشمے کی طرف کھینچیں۔ اے خدا تو ہی میری آرزو کو پورا کرنیوالا ہے۔

ایک روشن خیال نو آریہ کے خیالات گوکشی کے متعلق

آریہ سماج کے مایہ ناز شدھ شدہ مہاشہ دھرم بیر جی نے گوکشی کے متعلق ۶ کالم کا مضمون اخبار وکیل میں لکھا ہے جس کا کچھ حصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں

" ہریش چندر۔ سوامی دیانند پنڈت لیکھرام۔ گورو تیغ بہادر۔ حقیقت رائے۔ محمد مسیح۔ موسیٰ خلیل وغیرہ وغیرہ نے قربان ہوکر دکھلایا اور دریغ نہ کیا۔ مور دھج اور اسمعیل کی قربانیاں خاص قابل ذکر ہیں۔ پس جب یہ قربانیاں کسی کے دل کو صدمہ پہنچانے والی نہوئیں تو معلوم نہیں ہوتا کہ ہندو بھائیوں کا دل ایک جانور کے قربان کئے جانے سے اور حضور الٰہی میں (گئو میدھ) گائے کی قربانی کرنے سے کیوں صدمہ پاتا ہے۔ بلکہ ہر مسلمان کی روح کو اس سے زیادہ صدمہ اور کسی بات سے نہیں پہنچ سکتا جتنا قربانی کے بازر کھے جانے سے پہنچتا ہے۔ جب اُن کے سامنے بُت پرستی جیسا قبیح اور مذموم فعل کیا جائے یا قرآن کو منجانب اللہ تسلیم کرنے سے انکار کیا جائے یا اُن کے خدائے بزرگ کے حضور قربانی پیش کرنے کے خلاف رائے زنی کی جائے اور بازر کھا جائے ایسے موقعہ پر ہر ایک سچے مسلمان

کے دل کو جو صدمہ ہوتا ہے وہ مسلمان ہی جان سکتا ہے۔ اگر دل کو چیر کر دکھانے کی کوئی شے ہوتی تو ضرور کوئی مسلمان اپنے ہندو بھائی کو اپنا سینہ چیر کر دل کی تڑپ اور صدمہ کو دکھا سکتا جس سے آپ کو اعتبار آتا اور سمجھتے کہ درحقیقت ایک ہندو کے دل کو ایک گائے کے قربان کئے جانیکا وہ صدمہ نہیں ہوتا جو ایک مسلمان کو اپنے پیدا کرنیوالے کی خدمت اور عبادت الٰہی یعنی قربانی گائے نہ کرنے سے ہوتا ہے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج میں بھی روشن خیال آدمی پائے جاتے ہیں

ایشیا اور افریقہ میں عیسائیوں کا کام دس برس پہلے

دس سال پہلے ۱۹۰۳ء

میں ایک عیسائیوں کی انجمن نے ایک رپورٹ شائع کی تھی جس میں ایشیا اور افریقہ کے مختلف ممالک میں عیسائیوں کے مختلف فرقوں کی بابت ہندسے دئے گئے تھے۔ وہ ہندسے یہ ہیں:-

نام ملک	رومن کیتھولک	پروٹسٹنٹ	یونانی چرچ
ہندوستان	۱۱۹۹۰۰۰۰	۵۳۴۰۰۰	×
چین	۱۱۱۶۰۰۰	۸۸۰۰۰	×
جاپان	۳۰۰۰۰	×	×
سائبیریا	۷۰۰۰۰	۲۰۰۰۰	۷۰۰۰۰۰
شام	۶۶۳۰۰۰	۲۰۰۰	۳۶۶۰۰۰
افریقہ	۲۶۶۰۰۰۰	۱۷۴۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰

ایشیا اور افریقہ میں عیسائیوں کی ۲ کروڑ ۱۸ لاکھ تھی۔ یہ ہندسے تو دس سال پہلے کی نسبت ہیں دس سال گذشتہ کے عرصہ میں جو عیسائیوں کی ترقی ہوئی ہے اس کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ (آریہ گزٹ)

مسیحی لوگوں کی ہمت واقعی قابل تعریف بلکہ قابل تقلید ہے اگر مسلمان کوشش کریں تو وہ کئی درجہ بڑھ چڑھ کر ترقی کے میدان میں گوئے سبقت لیجا سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے ہاتھوں میں سچائی ہے مگر ہماری سستی اور کاہلی کا یہ عالم ہے کہ ہم اشاعت اسلام کیلئے گھر سے قدم رکھنا پسند نہیں کرتے۔ اللہ ہمارے حال پر رحم کرے

ایڈیٹر لائل گزٹ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئے

ہم نے گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ایڈیٹر لائل گزٹ کی اجتہادی غلطی اور بلند پروازی پر ریمارکس کرتے ہوئے لکھا تھا کہ دنیا کی کل سماوی کتب انبیاء و رسل اور رشی منی متفقہ آواز سے اس مسلمہ امر کی نسبت شہادت دیتے ہیں کہ بغیر آکاش بانی یا الہام ربانی کے انسان کبھی صراط مستقیم کو نہیں پا سکتا۔ اور یہی عقیدہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ چنانچہ آپ کا یہ شبد:-

KHILAFAT LIBRARY

"جیسی آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں کہاں گیاں دے لالو"

ملہمین اور سماوی کتب کے متفقہ مسئلہ پر شہادت کی سہر تبت کرتا ہے مگر اس کے جواب میں ہمارے معزز کرم فرما بھائی ارسنگھ جی ایڈیٹر لائل گزٹ اس سنور اور روشن عقیدہ پر اپنی نوکدار قلم سے اسطرح سیاہی کے قطرے چھڑکتے ہیں

"اسپر احمدی اخبار ہمعصر نور نے خوب دل کھول کر اعتراضات کئے ہیں۔ کسی احمدی اخبار کا اس تحریر پر ناخوش ہو جانا چنداں تعجب خیز امر نہیں ہے۔ کیونکہ احمدیوں کی ہستی ہی الہام کے آسرے قائم ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب مرحوم کی زندگی سے ملہم پن الگ کر دیا جائے تو ان میں یہاں پرشوں والی صفت ہی کوئی نہیں۔ اس لئے ہمارے ہمعصر کا اس تحریر کو دیکھ کر ششدر رہ جانا اور جھنجلانا کچھ بیجا نہیں اور اسکو حق حاصل ہے کہ وہ جسقدر بھی چاہے اعتراضات کرے"

اس جگہ پر ایڈیٹر لائل گزٹ نے جو چوٹ میری جان و مال سے پیارے مرشد پر کی ہے اگر میں بھی لائل گزٹ کے ایڈیٹر کیطرح سکھ دھرم کے بزرگوں و بحقیقت میں میرے بھی بزرگ ہیں کی شان میں گستاخی سے کام لوں تو اس منطقی جواب سے ایڈیٹر لائل گزٹ کا گھر پورا ہو جاوے مگر میں ایسے ناروا فعل کا مرتکب ہونا نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں بھی ایڈیٹر لائل گزٹ کی طرح بزرگان ملت کی شان میں گستاخانہ الفاظ کو استعمال میں لاؤں تو پھر مجھ میں اور ایڈیٹر لائل گزٹ میں کیا فرق رہجاتا ہے۔ ہاں اگر ایڈیٹر لائل گزٹ کے ہاتھ میں صداقت ہے تو وہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اس شبد کا:-

"جیسی آوے خصم کی بانی تیسڑا کریں کہاں گیان وانے لالو"۔ اور ساتھ ہی اس کے ہم کسا کھی بھائی بالا والی کے ۲۴ صفحہ کی ان سطور کا جن میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے صریحی اور بدیہی طور پر اپنے آپ کو ملہم ربانی ہونیکا ثبوت دیا ہے اس کا رد کرے ورنہ زیر بحث مسئلہ ہے اغماض کر کے کسی کے بزرگ کی شان میں نازیبا الفاظ کے استعمال سے بات کو ٹالدینا صریحاً کمزوری اور بزدلی کی نشانی ہے

تمام ملہمین اور سماوی کتب کی راست گفتاری اور ایڈیٹر لائل گزٹ کی بے قراری

اس کے بعد چیلکر ایڈیٹر لائل گزٹ اسطرح خامہ فرسائی کرتے ہیں:-

"الہام کوئی بھی تسلیم مسئلہ نہیں ہے۔ اور جن جن بزرگوں نے ملہم ہونے کے دعاوی کئے ان کے الہام اس میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ایک دوسرے کے بالکل متضاد پائے جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن و انجیل و بید و توریت وغیرہ الہامی کتب کا بہت سے مسائل پر آپس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر مسئلہ الہام سچا ہتا تو ہرگز اختلاف کا امکان نہ ہوتا۔ کیونکہ خدا تو ایک ہے۔

KHALSA ART LIBRARY

اس کی ذات سے یہ امید رکھنا سراسر کفر ہے۔ کہ وہ کسی ایک ہی مسئلہ پر مختلف اور متضاد حکم کی ہدایت کرتا ہے۔"

اب اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ الہام کبھی غلط نہیں ہو سکتا خواہ وہ دید مقدس میں جلوہ گر ہو خواہ توریت و انجیل مقدس میں ظاہر ہوا ہو اور خواہ قرآن شریف کے ذریعہ انسان کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہو۔

الہام ایک ہی ہے۔ الہام میں سرمو فرق نہیں ہوگا ہاں آگے کسی کتاب کا محرف و مبدل ہو جانا بھاشا کاروں یا تفسیر کنندگان کی ایجاد اور طبع آزمائی یا بعض لوگوں کا اپنے خانہ ساز عقائد کو الہام ربانی کی طرف منسوب کر دینے سے اس کا مطلب کچھ اور کا اور ہو جانا ہے مگر اس سے الہام کی صداقت پر کچھ حرف نہیں آسکتا۔ جسطرح سونے کے ٹکڑے کو ایک سنار مختلف اشکال میں ڈھال کر طرح طرح کے زیور بناتا ہے اور وہ مختلف اشکال کے زیورات مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں مگر اس کی جڑ سونا ہے ہاں کاریگروں کی طبع آزمائی سے اس کی ہیئت بدل گئی ہے اسیطرح الہام جب اپنی اصلی صورت میں ہو کسی بھاشا کار کے دست تصرف اور حرف مبدل سے بچا رہا ہو تو اس کی صداقت میں کچھ کلام نہیں ہوگا۔ خواہ وہ قرآن شریف کے ذریعہ جلوہ گر ہو یا انجیل کے ذریعہ نازل ہوا ہو۔ اور جب تمام سماوی کتب اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے الہام کے مسلم شدہ امر پر اپنی گواہی کی مہر ثبت کرتے ہیں تو اس کے مقابلہ میں لائل گزٹ کے ایڈیٹر کی یہ عبارت ضرور قابل غور ہے۔

کیا خشک عقل بغیر خداوند تعالیٰ کے الہام کے انسانی نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے؟

اس کے آگے چلکر ہمارے سرزکر مغرا ایڈیٹر لائل گزٹ توسن قلم کو اسطرح تازیانہ لگاتے ہیں:۔

"انجن کے موجد نے انجن کو خود اپنی غیر معمولی عقل سے ایجاد کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے انجن کا بنانا تو درکنار دنیا میں کسی نے انجن کا نام بھی نہیں سنا تھا صاف ثابت ہو گیا کہ اس نے بغیر استاد یا گورو کے اپنی خداداد عقل سے خود بخود انجن بنا کر دنیا کے کام و کاج میں ایک بڑی آسانی پیدا کر دی اسیطرح شری گرونانک دیو مہاراج نے اکال پورکھ کی عطا کردہ غیر معمولی عقل سے اسکو ملنے کے لیے سکھی مارگ کو تلاش کیا درجہ پا لیا تو دنیا کو گناہوں اور دکھوں سے نجات پانے کے لیے اس پر چلنے کی ہدایت کی۔"

خشک عقل کو بغیر الہام ربانی کے کامل رہبر قرار دینا برہم دھرم یا بدھ ازم کے پیروؤں کے بعد اس کی جرأت صرف ایڈیٹر لائل گزٹ کو پڑی ہے۔ کیا ایڈیٹر لائل گزٹ کو معلوم نہیں کہ جن لوگوں نے خشک عقل کو رہبر کامل تسلیم کیا ان کا کیا حشر ہوا۔ ذرا بدھ ازم اور ہندو سماج کی تاریخ کے اوراق اٹھا کر دیکھ لیں یا برہم دھرم کے گاڑی کے پہیہ کے رخ پر نظر ڈالیں۔ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کا باوجود حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیوا ہو کر اسیطرح دیدہ دلیری سے کام لینا کیا یہ برہم دھرم کے ان مضامین کا نتیجہ تو نہیں ہے جسے ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ شوقیہ آ اپنے پرچہ میں درج کر رہے ہیں۔ ہمیں اس سے کچھ سروکار نہیں ہے ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کا ذاتی عقیدہ خواہ کچھ ہی ہو مگر سکھ دھرم کے پلیٹ فارم پر آکر اور حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کیشی کا دم بھر کر اس عقیدہ کا پرچار کرنا ضرور قابل افسوس ہے۔ کیا لائل گزٹ کے ایڈیٹر کو حضرت اقدس باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اٹوٹ بچن جو سنہری حروف کے ساتھ لکھ کر نشست گاہ کے سامنے لٹکانے کے قابل ہے بھول گیا۔ حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں

سہنس سیانپاں لکھ ہونیہ تہ اک نہ چلے نال (رحب جی صاحب پوڑی اول)

مطلب ہزاروں دانایان۔ لاکھ ہوا کریں نگران میں سے ایک کی بھی پیش نہیں چلتی۔ خواہ ہزاروں لاکھوں دانائیاں انسان میں ہوں۔ نگران میں سے ایک بھی کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر انسان چاہے کہ میں دانائی اور عقل کے ذریعہ سے اس خداوند بزرگ کی معرفت کو حاصل کروں تو سراسر محال ہے۔"

کیا اب بھی حضرت باوا نانک صاحب کے ان صریح احکام کی موجودگی میں ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کو اپنی ایجاد بندہ یا اجتہادی بلند پروازی میں شک ہے ہم پھر عرض کرتے ہیں کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واک جلی حروف میں لکھ کر نشستگاہ کے سامنے لٹکانے کے قابل ہے۔ اس سے کسکو انکار ہو سکتا ہے کہ عقل محاط ہے اور خداوند قدوس محیط مگر لائل گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کے نزدیک جو معلوم ہوتا ہے کہ برہم پرچارک کو ان مضامین سے جنہیں وہ شوقیہ اپنے اخبار میں درج کر رہے ہیں اثر پذیر ہو کر خداوند تعالیٰ کو محاط اور عقل کو محیط قرار دے رہے ہیں حالانکہ شری گرو گرنتھ صاحب میں پاربرہم کا لفظ بہت دفعہ آیا ہے۔ میں لائل گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کے اس اجتہاد کی طرف مسلمہ معاصرین مثلاً خالصہ "سماچار" "نورتن" اور

خالصہ سیوک کی توجہ کو اس طرف مبذول کرتا ہوں۔ کہ وہ اس امر پر کماحقہ روشنی ڈالیں کہ لائل گزٹ کا یہ لکھنا کہ مجرد اور خشک عقل بغیر دست گیری اس قادر مطلق کے رہبر کامل ہو سکتی ہے۔ یہ نیا اور انوکھا عقیدہ کہانتک سکھ دھرم کا معاون اور حامی ہو سکتا ہے۔ جبکہ شری گرو گرنتھ صاحب میں جلی حروف کے ساتھ یہ لکھا ہوا ہے

"سہنس سیانپاں لکھ ہوئیں تاں ایک نا چلے نال"۔ ہاں

بہم دھرم کا یہ عقیدہ ضرور ہے اور ایک دنیا جانتی ہے کہ اسی عقیدہ نے برہم دھرم کے ایک جوشیلے اور لیڈنگ ممبر کو اس کل پرکھ پاربرہم سے بے لگھ کر کے یعنی اس خداوند قدوس سے دور پھینک کر دہریت کی تنگ و تاریک کوٹھری تک پہنچا دیا۔ اگر مجرد اور خشک عقل ہی اس درالوراہتی تک رسائی کا موجب ہوتی تو آج یورپ میں معرفت تامہ کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا۔ مگر ایک دنیا گواہ ہے کہ یورپ کی اس مجرد اور خشک عقل نے اس مجرد عن المادہ جسکی شان ایک نوت مجردہ کی سی ہے اس کے لئے پیٹا بنا دیا اور وحدۃ فی التثلیث اور تثلیث فی الوحدۃ کے گورکھ دھندے میں ایسے الجھے کہ آجتک ان کے حل کرنے یہ معمہ حل نہو سکا اور جو اس سے بھی زیادہ بڑھ کر خشک عقل پر بھروسہ رکھنے والے تھے اور اپنی دانائی اور عقل کی رسائی کے مقابلہ میں کسی اور کو اپنا ہمسر اور ہم پلہ نہیں سمجھتے تھے آخر کار وہ اس خشک عقل کے طفیل دھریت کی تنگ و تاریک کوٹھری تک پہنچگئے۔

ہمارے معزز ہمعصر کو چاہیئے کہ قبل اس کے کہ وہ اس نئے عقیدہ کو سکھ صاحبان میں انٹروڈیوس کرنے پہلے غور کرلے کہ نتیجہ کے لحاظ سے یہ عقیدہ کیسا خطرناک ہے اور کہ سکھ دھرم کی تعلیم جسمیں عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری ہے کہانتک برداشت کر سکتی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ اور وصال باری

جس قدر انبیاء اولیاء اور رشی منی دنیا میں تشریف لائے وے سب کے سب اثبات پر گواہی کے مواہیر ثبت کرتے چلے آئے ہیں کہ انسان بغیر خداوند تعالیٰ کی دست گیری یا کر پائے کبھی اس پاربرہم کو نہیں پا سکتا تو بھلا یہ کب ممکن تھا کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ اس عقیدہ سے انحراف اختیار کرتے اس لئے جہاں ایک طرف حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہکر کہ "سہنس سیانپاں لکھ ہوئیں تاں اک نہ چلے نال" بڑے بڑے فلاسفروں اور منطقیوں اور سائنس دانوں کے منہ توڑ دیئے وہاں دوسری طرف یہ کہکر کہ

"کیوں بوجھے جاں نا بجھائی"

مطلب اے انسان تو ہرگز (خداوند تعالیٰ کی ہستی) نا سمجھتا اگر وہ نا سمجھلا کہکر بڑی بڑی لاف و گزاف ہانکنے والوں کو انسانی کمزوری سے متنبہ کر دیا۔ اس واک کی موجودگی میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ کے کسی عقیدت کیش مرید کو جرأت ہو سکتی ہے کہ انسان صرف مجرد عقل کے ذریعہ اس بارگاہ معلی تک پہنچ سکتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کا دعویٰ بے دلیل

اس کے آگے چل کر جناب ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ یوں تحریر فرماتے ہیں:

"مرزا صاحب کے چیلے شری گرو گرنتھ صاحب کا پاٹھ کرتے ہیں تو محض بحث مباحثہ کے لئے جو اشخاص عیب جوئی کی خاطر کسی اچھی سے اچھی کتاب کا مطالعہ کریں ان کو اس سے فوائد کسطرح حاصل ہوں "نور" کے نو مسلم ایڈیٹر صاحب بھی مرزائیوں کو مسلمان مت کے متعلق سکھوں کے مذہبی کتب سے کچھ نہ کچھ توڑ جوڑ کر مصرعہ بنانے میں اچھے ماہر ہیں۔ اور آپ نکتہ چینی کی غرض سے شری گرو گرنتھ صاحب کا پاٹھ کرتے ہیں"۔

اب لائل گزٹ کے اس دعوے بے دلیل کا ہم کیا جواب دے سکتے ہیں۔ ایڈیٹر صاحب کو واجب تھا کہ پہلے ہمارے وہ توڑے پھوڑے ہوئے شلوکوں کے دو چار گمونے ہمارے سامنے پیش کرتے اور اس کے بعد ہم سے مطالبہ کرتے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم شری گرو گرنتھ صاحب سے شلوک درج کرنے میں کمال احتیاط سے کام لیتے ہیں اسیکا یہ نتیجہ ہے کہ ہم نے آجتک جسقدر سکھ دھرم کے متعلق کتب لکھی ہیں آج تک کسی سکھ صاحب کو اس کے رد کرنیکا حوصلہ نہیں پڑا۔ ہم اپنے آپ کو منزہ من الخطا نہیں سمجھتے۔ انسانی مقتضیات سے کسی سہو کا ہو جانا ممکنات سے ہے مگر ہم اپنی طرف سے کمال احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ باقی رہا سردار امر سنگھ جیکا ہمیں "نو مسلم" کا طعنہ دینا سو ہم تو اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں گمراہی اور سرکشی سے نکالکر اسلام جیسا اکمل اور اطہر مذہب جو سراپا نور ہے عطا فرمایا یہ اس رحیم کریم کی سراسر ذرہ نوازی ہے ورنہ کہاں میرے جیسا گنہگار اور کہاں اسلام جیسا مولک رتن۔

ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کے کئے ہوئے شبد کے ارتھ پر سرسری نظر

بغیر دلیل کے ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم توڑ پھوڑ کر گرنتھ کے شلوک لکھتے ہیں مگر جن شلوکوں کے ارتھ کا مطالبہ ہم نے ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ سے کیا تھا ہمارا یہ فعل سراسر نیک نیتی پر مبنی

تھا۔ کیونکہ اگر ہم خود ترجمہ کرتے تو شاید ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کو اس کے ماننے یا قبول کرنے میں تامل ہوتا۔ اس لئے ہم نے یہ تکلیف اپنے معزز ہمعصر کو ہی دینی مناسب سمجھی اس شبد کا جو ارتھ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ نے کیا ہے وہ اصلی شبد اور ایڈیٹر صاحب کا کیا ہوا ترجمہ اور اس کے اخیر پر جس چالاکی کے ساتھ ایڈیٹر صاحب موصوف نے سچائی پر پردہ ڈالنا چاہا ہے وہ ہم من وعن ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور اس کا انصاف ناظرین پر چھوڑتے ہیں :-

"عیب تن چکڑ واہ من میڈ کو کمل کی سار نہیں مول جانی
بھورا ستاوت بھیا کھیا بولے کیو پوجے جاں نہیں بوجھائی
کہن سنتا پوں کی اہ من رتا یا
خصم کی نذر وے پسندی سن کر ایک وہیا یا تیہہ کر رکھے
پنج کر ساتھی نانوں شیطان مت کنجائی نانک
اکھے راہ پے چلنا دھن گت کو سینجھائی
اب یہ مصرعہ کھلا ہے اور کہ تلیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی
نادن شیطان مت کنجائی"، اسکا ترجمہ جو کہ ہمارے معزز ہمعصر کے کیا ہے یعنی وہی مقبول ہے جس نے ایک کی عبادت کی اور ۳۰ روزے رکھے اور پانچ وقت کی نماز پڑھی مگر آگے چلکر بڑی ہوشیاری کے ساتھ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ یہ نوٹ دیکر کہ: "مطلب یہ کہ نفس اماہ روزوں کے رکھنے اور نمازوں کے پڑھنے سے بھی قابو نہیں آتا"، یہ اجتماع ضدین کا فخر صرف ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ ہی کو حاصل ہے۔ اگر ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کی خاطر کوئی آپ کے اس کیئے ہوئے ترجمہ کو صحیح مانے تو دوسرے لفظوں میں اسکا یہ مطلب ہوگا کہ روٹی بھوک کو ضرور دور کرتی ہے مگر مطلب یہ کہ روٹی سے بھوک دور نہیں ہوتی۔ پانی پیاس کو ضرور بجھاتا ہے مگر مطلب یہ کہ پانی پیاس دور نہیں ہوتی۔ اب ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ کو خود ہی سوچنا چاہیئے کہ توڑ پھوڑ کر ہم ترجمہ کرتے ہیں یا آپ اور پھر زیر بحث مصرعہ کسی پیچیدہ الفاظ میں نہیں ہے۔ ہر کہ ومہ اسکو تھوڑے سے غور سے سمجھ سکتا ہے۔ تیہہ کر رکھے پنج کر ساتھی نانوں (تا کہ نام

شیطان مت کنجائی۔ (کاٹ دے) اسوقت پانچ مستند گیانیوں کا اسی شلوک کا کیا ہوا ترجمہ ہمارے پاس موجود ہے جو اس امر پر بڑی شد و مد سے اپنی مواہیر ثبت کرتے ہیں کہ اسکا ترجمہ یہ ہے کہ تیس روزے رکھو اور پانچ وقت کی نمازیں پڑھو تا کہ شیطان تمہارا نام نیک بندوں سے نہ کاٹ دے کیوں نہو۔ آخر سچ سچ ہی ہے۔ پھوٹ پھوٹ کر نکلتا ہے۔

کاش لوگ ضد اور ہٹ کو چھوڑ کر دی راہ اختیار کریں جس کی طرف ان کے واجب الاحترام بزرگان ملت نے رہنمائی فرمائی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

طاعون قہر الٰہی ہے

حفظان صحت کی سرکاری رپورٹوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرض طاعون دن بدن ترقی پر ہے۔ پنجاب کا مشکل سے کوئی ضلع ایسا ہوگا جو طاعون زدہ نہو اکثر دیسی ریاستیں بھی اس موذی مرض سے خالی نہیں۔ غور کرو السنداد طاعون میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ گورنمنٹ نے ہر ایک ضلع میں پلیگ میڈیکل آفیسر تعینات کر رکھا ہے۔ جو اس کی روک تھام کے واسطے مناسب تدابیر عمل میں لاتا ہے اور طاعون کی وارداتوں وغیرہ کے نقشے مرتب کرتا ہے طاعون کے ابتدائی حملوں میں قرنطینہ جاری کیا گیا ٹیکہ طاعون کی ترغیب و تحریص دلائی گئی۔ چوہوں کے استیصال پر کمر ہمت باندھی گئی لیکن تمام تدبیریں بے سود ثابت ہوئیں۔ اور کوئی ایسی تجویز معلوم نہو سکی جو الساد طاعون پیدا کر دی ہو۔ کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ طاعون قہر و عذاب الٰہی ہے جو ہماری شامت اعمال کی پاداش میں نازل ہوا ہے اور عذاب الٰہی انسان ضعیف البنیان کی تدابیر سے ٹل نہیں سکتا۔

پندرہ سولہ سال سے مرض طاعون ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے اس عرصہ کے تجربہ اور مشاہدہ سے بوجہ احسن پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ تمام انسانی کوششیں اس کے دفعیہ سے قاصر ہیں اس کا علاج اگر ہو سکتا ہے تو رجوع اور انابت الی اللہ ہے اور یہی چیز ہے جس سے بدقسمتی سے بے اعتنائی کی جاتی ہے بلکہ اس زمانہ کی یاد میں ایسے امور کو دقیانوسی خیالات یا مسجدوں کے کھڑکنے ملنٹوں کے ڈھکوسلوں سے تعبیر کرتے ہیں

مسلمانوں کو اس بات کے تسلیم کرنے سے کہ طاعون عذاب الٰہی ہے مفر نہیں کیونکہ قرآن مجید فرماتا ہے واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ فکلوا منھا حیث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین۔ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء بما کانوا یفسقون (پارہ ۱ سورۃ البقرہ ع ۲) اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تم کو اجازت دی کہ اس گانوں (اریحا) میں جاؤ اور اس میں جہاں چاہو بافراغت کھاؤ پیو۔ اور دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا اور منہ سے حطۃ کہتے جانا تو ہم تم کو تمہاری خطائیں معاف کر دینگے اور جو ہمارا حکم اچھی طرح بجا لائینگے ان کو اوپر سے

ثواب دینگے۔ سوا اگر۔ تو جو لوگ ان میں شریر تھے دعائے استغفار جو ان کو بتائی گئی اس کو بدل کر دوسری بات بولنے لگے۔ تو ہم نے ان شریروں پر ان کی نافرمانی کی سزا میں آسمان سے عذاب نازل کیا۔

شاہ عبدالقادر صاحب آیات مذکورہ بالا کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ "اس جنگل میں پھنسنے اپنے تقصیر سے کہ سورہ مائدہ میں اس کا بیان ہے پھر ایک کھانے سے تھک گئے تب ایک شہر میں پہنچایا۔ اور حکم کیا کہ دروازہ میں سجدہ کر کے جاؤ اور حطۃ کہو۔ یعنی گناہ اترے۔ شریر حطۃ سے حنطۃ کے بدلے کہنے لگے حنطہ یعنی گیہوں اور سجدے کے بدلے لگے سرین کے بل چلنے پھر شہر میں جا کر ان پر طاعون پڑا یعنی وبا چھوٹے کی۔ دوپہر میں قریب ۷۰ ہزار آدمی مرے۔"

حقیقت یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی حیات میں تو بنی اسرائیل کو ملک شام کی سرحد میں داخل ہونا نصیب ہی نہیں ہوا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی اسی سرگشتگی کی حالت میں وفات پا گئے۔ ان کے بعد پیغمبر ہوئے حضرت یوشع بن نون وہ بنی اسرائیل کو فتح شام کے وعدے یاد دلا کر قوم عمالقہ سے جہاد کرنے پر آمادہ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ بنی اسرائیل نے علاقہ کنعان کے چند شہر فتح بھی کئے مگر بنی اسرائیل پر یہ شامت سوار تھی کہ وہ ایک حالت پر قائم نہیں رہتے تھے تھوڑی سی فتح ہونے پر اپنی معمولی شرارتیں کرنے لگتے۔ حکم تھا کہ جب پہلا شہر فتح کرو تو اس میں خدا کو سجدہ کرتے ہوئے اور استغفار کرتے ہوئے داخل ہونا جس سے شکرگذاری و احسانمندی ظاہر ہو چنانچہ پہلا شہر جو انہوں نے فتح کیا (ریحا تھا۔ اس میں داخل ہوئے تو لگے سجدے کی جگہ بچوں کی طرح گھٹنیوں چلنے اور استغفار کے لئے ان کو لفظ حطۃ بتایا گیا تھا جس کے معنے یہ ہیں کہ گناہ دور ہوں۔ اس کے عوض حنطۃ کہنے لگے۔ جس کے معنے ہیں گیہوں۔ غرض حکم خدا کا استخفاف کیا اس کی یہ سزا ہوئی کہ وبا پھیلی اور فتح کیا ہوا ملک پھر ہاتھ سے نکل گیا۔

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں ؎

از زنا آفتد وبا اندر جہات
ابر ناید از پے منع زکات

چودہ پندرہ سال سے وبائے طاعون گلے کا ہار ہے وقت پر بارش نہیں ہوتی اسماک باراں سے فصلات تباہ ہوتی ہیں چارے کی قلت سے بیچارے مویشی تلف ہوتے ہیں۔ غور کرو بنی اسرائیل پر ان کی شرارتوں کی وجہ سے اور ارشاد باریتعالیٰ کے استخفاف کی علت میں عذاب الٰہی طاعون کی شکل میں نازل ہوا تھا۔ کیا اب ہمارے ملک کی وہی حالت نہیں ہے احکام الٰہی کی تعمیل نہیں کی جاتی۔ بجائے اس کے کہ ان سے ٹھٹھہ اور مخول کیا جاتا ہے ارتکاب معاصی پر دلیری کیجاتی ہے۔ شراب و زنا یورپین تہذیب کی کورانہ تقلید سے زندگی کا جزو لاینفک ہو گئے ہیں زکوٰۃ کا ادا کرنا غیر ضروری خیال کیا جاتا ہے ان ہی سیئات اعمال کی پاداش میں عذاب الٰہی طاعون کی شکل میں وقتاً فوقتاً نازل ہوتا ہے۔

خدا ہمیں راہ راست پر لائے۔ اور ہدایت و رشد کی توفیق بخشے آمین

راقم

نورالدین تاجر چرم گوجرانوالہ

KHILAFAT LIBRARY

دورہ ملتوی

مارچ کے کسی پرچہ میں ایڈیٹر نور نے یہ اعلان کیا تھا کہ اپریل یا مئی کے مہینہ میں دو ماہ دورہ کر کے عوام الناس کو اسلام کے آبجیات کی دعوت دیگا جس سے وہ خود شیریں کام ہوا۔ تسپر پیر و نجات سے متعدد خطوط ہمارے پاس پہنچے کہ ایسا دورہ ضرور ہونا چاہیئے اور سب سے پہلے ہمارے شہر میں آویں۔ چونکہ آنکھوں میں ابھی کچھ کمزوری ہے اس لئے ڈاکٹر صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ فی الحال دورہ کو ملتوی کیا جاوے ناظرین دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ کلی صحت فرماوے اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ اگست اور ستمبر میں یہ دورہ کیا جائیگا۔

ہنر و معاصرین کیلئے نیا مشغلہ

کوئی بھی بھی خواہ مخلوق کسی قوم میں جھگڑوں اور نزاعوں کو سنکر خوش نہیں ہوگا۔ آجکل ہندو کانفرنس کی صدارت کے لئے ہندو پریس میں معرکۃ الآرا جنگ شروع ہے اخبار ہندوستان آنیوالی ہندو کانفرنس کی صدارت کے لئے پنڈت رام بھجدت چودھری کے واسطے لیڈر پر لیڈر لکھ رہا ہے ادھر "ہندو" ہندوستان کے طلسمی قلعہ کو درہم برہم کر رہا ہے۔ لالہ جیوت رائے ایم۔ اے سابق پروپرائٹر نے جو مطالبات پنڈت رام بھجدت چودھری سے کئے ہیں پنڈت صاحب کا ان سے عہدہ برآ ہونا قریب قریب مشکل ہی بہتر ہوتا کہ پنڈت صاحب اس بحث کو ہندوستان میں نا چھیڑتے اور یہ ڈیوٹی کسی اور اخبار کے حوالے کیجاتی تا لوگوں کو بدظنی کا موقعہ نا ملتا۔ اور اس امر پر ٹھنڈے دل سے سوچتے اب یہ معاملہ اسقدر طول امل پکڑ گیا ہے کہ "ہندوستان" کی نظر میں آجکل معرکۃ الآرا موضوع یہی مسئلہ بن رہا ہے اور اس کے دوران میں کئی بھلے مانسوں کی پگڑیاں بھی اچھالی جا رہی ہیں۔ اس جھگڑہ کو ختم کرنے کی ایک ہی راہ ہے وہ یہ کہ شریمان پنڈت رام بھجدت جی فوراً اس امر کا اعلان کر دیں کہ مجھے ہندو کانفرنس کی صدارت کی کوئی خواہش نہیں۔ بہرحال ہماری درد دل سے یہ دعا ہے کہ اس بحث کا جلد ہی خاتمہ ہو جانا ہی اچھا ہے

ابطال کفارہ

(ایک طالبعلم کے قلم سے)

مسیحی لوگ کہتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح ہمارے ان گناہوں کے لئے جو کہ ہمیں حضرت آدم سے ورثہ میں ملے ہیں نیز اُن گناہوں کے لئے جو کہ خود ہم سے سرزد ہوتے ہیں سولی پر چڑھایا گیا ہے مسیح کا سولی پر چڑھنا ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگیا۔ خدا گناہ کسی کا بھی معاف نہیں کرسکتا کیونکہ اگر وہ ایسا کرے تو اس کے انصاف میں فرق آئیگا اس لئے خدا سزا ضرور دیگا۔ خدا کا رحم دل بیٹا یسوع مسیح آیا اور ان سب سزاؤں کو اپنے اوپر لے لیا اور سولی پائی۔ اس میں چار باتیں غور طلب ہیں۔ اول ورثے کا گناہ۔ دوم مسیح کا ورثے کے گناہ سے بچنا۔ سوم عیسائیوں کے گناہ کے لئے مسیح کو سولی دی جانا۔ چہارم یسوع کے سولی دئے جانیکا نتیجہ۔

اول ورثے کے گناہ کا حال سنیں۔ کتاب پیدائش کے پہلے اور دوسرے باب میں لکھا ہے کہ حضرت آدم اور حوا کو خداوند کریم نے کہا کہ تم اس باغ کے سب میووں کو کھاؤ مگر نیک و بد کے پہچاننے کے درخت کا میوہ نہ کھاؤ۔ انھوں نے مان لیا مگر سانپ نے حوا کو ورغلایا اور حوا نے اس میوے کو کھالیا۔ حوا نے میوے کو عمدہ پایا اور حضرت آدم کو بھی میوہ کھانے پر آمادہ کیا۔ اور آدم نے بھی میوہ کھالیا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت آدم نے گناہ کیا اس لئے گناہ حضرت آدم کی اولاد کے حصہ میں آیا۔ اس کا ابطال خود حزقی ایل نبی کی کتاب باب ۱۸ کرتی ہے۔ وہ کیوں یہ کہاوت کہتے ہو کہ باپ دادوں نے کھٹے انگور کھائے اور بیٹوں کے دانت کند ہوگئے" آگے کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ بیٹا باپ کے گناہوں کا بوجھ نہیں اُٹھائیگا۔ صادق کی صداقت اس پر پڑیگی اور شریر کی شرارت اُسپر پڑیگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ورثہ کی گناہ من گھڑت بات ہے۔ متی باب ۱۲۔ آیت ۶ و ۷ میں لکھا ہے "لیکن اگر تم اس کے معنی جانتے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھہراتے" اس سے پتہ لگا کہ مسیح سے پہلے بے قصور گذرے ہیں تو کیا گناہ ان کے ورثہ میں نہ آیا۔

KHILAFAT LIBRARY

دوم مسیح کا ورثہ کے گناہ سے بچنا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ "چونکہ گناہ حضرت آدم نے کیا اور حضرت آدم مرد تھا اس لئے گناہ مرد کے حصہ میں آیا اور عورت اس سے بری ہے۔ اس لئے مسیح گناہ سے بچنے کے لئے صرف عورت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اس لئے گناہ اس کے ورثہ میں نہیں آیا" اس کی تردید پیدائش باب سوم آیت ۶ و ۷ میں کی گئی ہے جیسا لکھا ہے کہ "عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوش نما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اس پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خاوند کو بھی دیا۔ اس نے کھایا" اس سے صاف ظاہر ہے پہلے گناہ عورت نے کیا کہ اس میوہ کو کھایا اور حضرت آدم کو کھلایا۔ اس لئے گناہ عورت کے حصے میں بہ نسبت مرد کے زیادہ آنا چاہیئے۔ کیونکہ اس نے خود گناہ کیا اور حضرت آدم سے بھی کرایا۔ چونکہ مسیح عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں اس لئے بموجب ورثے کے گناہ کے وہ بھی گنہگار ہوئے۔ متی باب ۱۹۔ آیت ۱۷ میں لکھا ہے کہ تو مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے۔ اس سے پتہ لگا کہ نیک صرف ایک ہی ہے یعنی خدا یسوع بھی نیک نہیں ٹھہرا۔ اس سے پتہ لگا کہ گناہ اس کے حصہ میں آیا ہے۔ سوم عیسائیوں کے گناہ کے لئے یسوع کو سولی دی جانا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ گناہوں کے بخشے جانے کا طریقہ صرف مسیح کا سولی دیجانا ہے مگر انجیل میں گناہوں کی معافی کے اور بھی طریقے ہیں۔ متی باب ۶۔ آیت چودہ میں لکھا ہے "اس لئے کہ اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا" اس سے معلوم ہوا کہ اوروں کے قصور بخشنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور گناہ بغیر سزا کے بھی بخشے جاتے ہیں۔ اور بغیر مسیح کے کفارہ کے بھی معاف ہوسکتے ہیں۔ متی باب ۱۲۔ آیت ۳۶ میں لکھا ہے کہ "اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو نکمی بات لوگ کہینگے عدالت کے دن اس کا حساب دینگے"۔ اگر یہ نکمی بات کہنے والا عیسائی ہو تو عدالت کے دن اس سے مواخذہ لیا جائیگا۔ اس لئے مسیح کا سولی دیجانا اس (عیسائی) کے لئے مفید نہوا۔ گناہوں کے دور کرنے کے لئے مسیح کی قربانی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ کتاب یونہ (یونس) باب سوم سے پتہ لگتا ہے کہ خدا نے یونہ کی قوم کے گناہوں کو ان کے توبہ کرنے سے بخشے۔ اور دوسرا خط کرنتھیوں باب ۷۔ درس دس میں لکھا ہے "کیونکہ خدا پرستی کا غم ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جس کا انجام نجات ہے۔" اس سے پتہ لگا کہ خدا پرستی کا غم نجات کا ذریعہ ہے۔ متی باب ۱۶ درس ۲۷ میں لکھا ہے کہ "ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلہ دیا جائیگا" یعنی اگر کوئی نیکی کرے تو اس کے موافق اس کو بدلہ ملیگا۔ اور اگر کوئی برائی کرے تو اس کے موافق اسکو بدلہ ملیگا۔ پھر مسیح کی قربانی کا کیا فائدہ ہوا۔ اور زبور باب ۶۲۔ درس ۱۲ میں لکھا ہے کہ "تو ہر شخص کو اس کے عمل کے موافق بدلہ دیتا ہے" یہاں بھی مسیح کی قربانی بے سود ہے۔ مرقس باب ۱۱۔ درس ۲۵ سے اس کے ابطال کا پتہ لگتا ہے۔

مندرجہ بالا سے پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی قربانی گناہوں کے دور کرنے کے لئے فائدہ مند نہیں۔ چنانچہ مسیح

اب مسیح کی سولی کا حال سناتے ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح نے ہمارے گناہوں کے بخشنے کے لئے سولی پر چڑھنا گوارا کیا مگر انجیل کچھ اور بتاتی ہے مرقس باب ۱۴ آیت ۳۵ و ۳۶ میں لکھا ہے:- "اور وہ تھوڑا آگے بڑھ کر زمین پر گر کر دعا مانگنے لگا کہ اگر ہو سکے تو وہ گھڑی اس سے ٹل جائے۔ اور کہا اے ابا۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا لے" دعا مانگ رہا تھا۔ یہودی اس کے پکڑنے کے لئے اس کے نزدیک پہنچے تھے۔ اور مسیح موت اور سولی سے بچنے کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ اگر وہ اپنی مرضی سے عیسائیوں کے لئے مرنا قبول کرتا تو کبھی نہ کہتا کہ مجھ سے یہ پیالہ (موت) ہٹ جائے۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ یسوع کی یہ بالکل مرضی نہ تھی کہ عیسائیوں کے گناہوں کے بدلے اپنی جان دے۔ مرقس باب ۱۴ ورس ۳۶ میں لکھا ہے۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالے کو میرے پاس سے ہٹا۔ تاہم میری نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔ معلوم ہوا کہ سولی چڑھنے پر یسوع مسیح راضی نہ تھا۔ بلکہ خدا راضی تھا کہ بچارے یسوع کو عیسائیوں کے گناہ کے بدلے سولی پر چڑھائے۔ عجب خدا ہے۔ بچارا یسوع کہتا ہے کہ میں سولی پر چڑھنے سے باز آیا لیکن خدا اسکو چڑھا بھی دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ خدا بڑا ہی منصف ہے گناہوں کا بدلہ ضرور دیگا لیکن یہاں تو انصاف کی جڑ کاٹی جاتی ہے زبردستی بیچارے مسیح کو سولی پر چڑھایا۔ (۴) مسیح کا سولی پر چڑھنے کا نتیجہ۔ مسیحی کہتے ہیں کہ ہمارے واسطے خداوند مسیح سولی پر چڑھا اور ہمارے سب اگلے پچھلے گناہوں کی سزا اپنی گردن پر لی۔ اور صلح چھوٹ گئی۔ عیسائیوں کے گناہ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ گناہ ہے جو کہ ان کو حضرت آدم سے ورثے میں ملا ہے اور دوسرا وہ جو کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں۔ حضرت آدم کے گناہ کی سزا بموجب کتاب پیدائش باب دوم ورس ۱۶ سے ۲۰ تک تو یہ ہے کہ لوگ اپنے منہ کے پسینہ سے کمائی کریں۔ اور عورت تکلیف سے بچہ جنے اب جب مسیح نے دنیا کے گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر لیا تو چاہیئے تھا کہ ان کو اس کی سزا نہ ملے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ عیسائی اب تک منہ کے پسینے سے کماتے ہیں اور مسیحی عورتیں بچہ جنتی ہیں۔ اس لئے مسیح کا ان کے گناہوں کے بدلے سولی پر چڑھایا جانا بے فائدہ ہے گناہ قسم دوم کی بابت کچھ بیان کرتا ہوں جب مسیح ان کے گناہوں کے بدلے مار ڈالا گیا تو چاہیئے کہ عیسائیوں کے گناہ کے بدلے ان کو سزا نہ ملے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جو عیسائی گورنمنٹ کے قانون کے برخلاف کام کرتا ہے تو گورنمنٹ اسکو بڑے گھر کی سیر کراتی ہے۔ زناکار عیسائی آتشک و سوزاک سے نہیں بچ سکتے۔ جو کہ بدکاری کی سزا ہے۔ تو مسیح کا کفارہ کس مرض کی دوا ہوا۔ عیسائیوں کو مسیح کے کفارہ نے فائدہ کی جگہ نقصان پہنچایا کیونکہ عیسائی کفارے کی بدولت جرأت میں دلیر ہو گئے ہیں۔ اگر مسیحی کفارہ نہوتا تو شاید لوگ اتنی جرأت نہ کرتے جتنی اب کرتے ہیں پہلی حالت میں کم حساب انکو عدالت میں دینا پڑتا۔ بہ نسبت اس کے کہ اس حالتیں انکو عدالت کے دن دینا پڑیگا۔ اب سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ کفارہ بے بنیاد اور لایعنی بات ہے جس کو عیسائیوں نے حضرت مسیحؑ کے ذمے چسپاں کیا ہے۔ خدا کرے ان بچاروں کی آنکھیں کھلیں اور حق و باطل میں تمیز کر سکیں۔ آمین

گل محمد خاں طالب علم تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

اگر آپ افغانستان اور بلوچستان کے تازہ اور خشک میوہ جات نہایت ارزانی کے ساتھ خریدنا چاہتے ہیں تو آپ نیک محمد اور اللہ بخش صاحبان سوداگران میوہ جمن ملک بلوچستان سے منگوائیں۔

حفاظت اسلام کی ضرورت

مسلمانان چھوٹا ناگپور کے حالات پر

نظر ڈال کر مجھے خون کے آنسو رونے پڑے۔ واسطے توجہ ہمدردان اسلام کے میں عرض حال کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ والا فطرتاً اگر آپ ازراہ کرم اسکو اپنے اخبار گوہر بار کے کسی گوشہ میں جگہ دیں تو عین نوازش ہے۔ واقعات نفس الامری کا اگر لب لباس عرض کر دوں تو مضمون پھیکا ہو جائیگا لہذا من وعن عرض کئے دیتا ہوں۔ ضلع رانچی متعلقہ کمشنری چھوٹا ناگپور ایک مشہور جگہ ہے جہاں آجکل بہار کے لفٹنٹ گورنر بہادر قیام پذیر ہیں اس کی مغربی سمت ۴۲ میل فاصلہ پر قصبہ لوہر دگا واقع ہے۔ یہاں کا ایک تازہ واقعہ یوں ہے کہ ایک روز ایک مسافر بزرگ صورت ہمارے ایک دوست کے یہاں آگئے تھے۔ حسن اتفاق سے میں بھی وہاں پہنچ گیا تھا اسی اثناء میں ایک مسلم صورت آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مسافر نووارد سے مخاطب ہو کر یوں ہمکلام ہوا۔

مسافر۔ تمہارا نام؟

نووارد حضور مہادیو

مسافر کون ذات ہو؟

مہادیو۔ شیخ مومن

مسافر تم نو مسلم ہو؟

مہادیو۔ نہیں جناب خاندانی مسلمان ہوں

مسافر۔ تمہارے باپ کا نام

مہادیو۔ شاہ دیو

مسافر۔ کس نے تم لوگوں کے ایسے نام رکھے ہیں؟

مہادیو۔ جناب میری بستی میں اچھے اچھے پنڈت برہمن رہتے ہیں وہی لوگ پترا دیکھ کر جانچ پرتال کر نام رکھتے ہیں

مسافر تم کلمہ جانتے ہو؟

KHILAFAT LIBRARY

KHILAFAT LIBRARY

مہادیو۔ یہ سب تو پیر میاں جانتے ہیں۔ مجھکو تو اُنھوں نے صرف انڈا۔ بہتوا۔ کو ہنڑا (ایک قسم کی ترکاری) ذبح کرنے کی نیت سکھا رکھی ہے۔ البتہ میرا بھائی بیربل۔ بکری۔ مرغا گائے وغیرہ ذبح کرنے کی نیت۔ فاتحہ نکاح کا کلمہ کل چیزیں جانتا ہے۔ وہ بہت پڑھا لکھا ہوشیار آدمی ہے

مسافر۔ تمھارے بھائی ہم سے مل سکتے ہیں۔

مہادیو۔ جی ہاں وہ ابھی بازار کیطرف سے واپس ہوکر یہاں ہونے جائینگے۔

مسافر۔ تم وہ نیت تو سناؤ

مہادیو۔ انڈا ذبح کرنے کی نیت یہ ہے :۔ "سفید گنبد تر بتر۔ نہ چلے لہو نہ چلے پانی۔ ٹھنک۔ بسم اللہ اللہ اکبر۔"

کو ہنڑا۔ بہتوا ذبح کرنے کی نیت :۔ ایک نا دی، سہسر دیپا نہ چلے لہو نہ چلے پانی۔ مار دچھری بسم اللہ اللہ اکبر"

اتنے عرصہ میں مہادیو کا بڑا بھائی بیربل اور اُن کے دوست کالی بخش آگئے۔ اب بزرگ صورت اس سے مخاطب ہوتے ہیں ؎

مسافر۔ آپ کا نام؟

بیربل۔ بیربل

مسافر۔ آپ ان کے بڑے بھائی ہیں

بیربل۔ ہاں جناب۔

مسافر۔ آپ کا مکان۔

بیربل یہاں سے شمالی سمت تیس کوس پر لوڈی نامی ایک بستی ہے۔

مسافر۔ آپ لوگ تہوار بھی مناتے ہیں

بیربل۔ کالی پوجا کرنا۔ چٹھہ کرنا۔ ہولی دیوالی وغیرہ یہ تو سب ضروریات سے ہے۔

خیر بات طویل ہوجاتی ہے اس لئے میں دونوں کی تقریر کا ماحصل ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ جب بیربل سے کلمہ پوچھا گیا تو چار قل پڑھ دیئے۔ خطبہ نکاح دریافت کرنے پر سنسکرت کا ایک منتر سنا دیا۔ کالی بخش نے دعائے قنوت پڑھ دی۔

گائے بکری وغیرہ ذبح کرنے کی نیت جب پوچھی گئی تو دو منتر سنائے جو قابل ذکر نہیں۔ اور بھی ایک بات قابل ذکر ہے دولہا دلہن کے نابالغ ہونے کی صورت میں صرف گڑ پڑھ کے فریقین کو کھلاتے ہیں۔ بس نکاح ہوگیا۔

حضرت! یہ ہے سلمانی۔ وائے برمن وائے بر اسلام من۔

جناب من بسا اوقات اخباری کالموں میں انجمنیں مسمّی بہ ہدایت اسلام نظر آتی ہیں۔ کیا ان کی ہدائتیں صرف اپنے مسکن تک ہی محدود رہتی ہیں یا بیرونی علاقہ میں بھی ہوتی ہیں تو ان جاہل بھائیوں کی خبر گیری کیوں نہیں کرتے۔ سنا جاتا ہے کہ ہمارے برادران دو لاکھ روپیہ جمع کرکے جاپان میں اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ جب اپنے گھر کے یہ حالات ہوں تو کس منھ سے جاپان میں اشاعت کا دم بھرتے ہاں اگر صرف تعداد بڑھانا منظور ہے تو اس کا نصف روپیہ لیکر یہاں آجاویں ایک برس کے اندر لکھو کھا مسلمان بنا سکتے ہیں۔ از وطن۔

مکہ معظمہ میں دس ہزار ہندوؤں کا قتل کیا جانا

وہ لوگ جو سوامی دیانند کو نربھرانت یا منزہ من الخطا مانتے ہیں اور ہر ایک ایسے آزاد رائے رکھنے والے شخص کو جو کہ سوامی دیانند کی کسی رائے سے اتفاق نہ کرتا ہو آریہ سماج سے باہر نکال دینے کا فتویٰ دیدیا کرتے ہیں اُن کے اس مفضول دعوے کو توڑنے کے لئے اصلی ستیارتھ پرکاش ایک زبردست و جرثابت ہوگا۔ کیونکہ اصلی ستیارتھ پرکاش میں جہاں ہمیں سوامی دیانند کی دھارمک سپرٹ کا پتہ لگتا ہے وہاں اُس کے ساتھ ہی ہمیں اس بات کا بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ نربھرانت یا منزہ من الخطا نہیں تھے۔ مثال کے طور پر وہ اصلی ستیارتھ پرکاش میں کھنڈن کے سومناتھ کے مندر میں سلطان محمود غزنوی کے سومناتھ کے مندر پر حملہ کا ذکر اور مورتی پوجکوں کی شکست اور محمود غزنوی کی فتح کا حال لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :۔

"اٹھارہ کروڑ روپیہ کا مال اس مندر سے اس محمود نے پایا۔ پھر بہت سی گاڑی اونٹ اور بجور (مزدور) اس کے پاس تھے اور بھی وہاں سے بچرلے ان کے اوپر سب مال کو لاد کر کے اپنے دیش کیطرف چلا۔ تھوڑے تھوڑے پنڈت مہنت اور پوجاری تتھا کھشتری۔ ویش۔ برہمن اور شودر تتھا استری بالک دسہزار تک پکڑ کے سنگ لیگئے ..... سب پرکار کی نیچ سے نیچ سیوا اُن سے لیتا۔ ایسے کرتا کراتا جب مکہ کے پاس پہنچا تب اپنے (دیگر) مسلمانوں نے کہا کہ ان کافروں کا یہاں رکھنا اوچت (مناسب) نہیں۔ پھر ان کو بری دشا سے مار ڈالا" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۲۱)

مذکورہ بالا عبارت کی آخری سطور سے صاف ظاہر ہے کہ سوامی دیانند کھنڈن کے کام کو چنداں دقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور نہ ہی وہ اسطرف چنداں دھیان دیتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ اسطرف دھیان دینے والے ہوتے تو وہ ایسی فاش غلطی کبھی نہ کرسکتے۔ جو کہ ایک معمولی تاریخ داں بھی نہیں کرسکتا۔ کیونکہ ہر ایک شخص جانتا ہے مکہ معظمہ غزنی کے راستہ میں نہیں آتا۔ نہ ہی محمود غزنوی کبھی مکہ گیا تھا۔ نہ ہی اس نے ان ہندوؤں کو جن کو وہ اپنے ساتھ لیگیا تھا قتل کیا تھا یہ غلطی اس بات کی کافی دلیل ہے کہ سوامی دیانند کھنڈن کے کام کو ہرگز ہرگز دقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ (اندر)

نور قادیان - یہ پندرہ روزہ قومی اخبار شیخ محمد یوسف صاحب نومسلم کی زیر ایڈیٹری نہایت عمدگی سے شائع ہوتا ہے جسمیں مذہبی امور پر بخوبی روشنی ڈالی جاتی مضامین نہایت برجستہ قیمت محض عہ (رسالہ انوار القرآن)

مفت ! مفت !! مفت !!!

سوانحعمری حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ

یہ اس ولی اللہ کی سوانح عمری ہے جو مانے ایسے دھندوکارو کے زمانہ میں جبکہ نہ صرف پنجاب بلکہ کل ہندوستان بلکہ تبت ایران بیدینی کے گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ہندوؤں کے گھر میں پیدا ہوکر اُن کے عقائد باطلہ کا کھنڈن کرکے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند کیا یہ کتاب قطعی محققانہ اور مورخانہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے قیمت صرف ۸ر اکیدہ رجن کے خریدار سے صرف للہ ہی یعنی فی کاپی ۱ر جو خریدار بورکے دو خریدار پیدا کرے ان کو یہ مفت دی جائیگی ملنے کا پتہ مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ۔ موتیا۔ چنبیلی۔ حنا ہربانڈی وغیرہ ۱ر سے لیکر ۱ر تک اور تیل بالوں کا چنبیلی۔ حنا۔ وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر ۱ر تک اور عرق گلاب وکیوڑہ وغیرہ فی سیر ایکروپیہ سے لیکر ۱ر تک اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں گلقند قوام سُرمہ خوردنی۔ خمیرہ۔ خوشبودار وغیرہ لوازمات ازروی بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے جو صاحب طلب فرمانویں سو نام پورا پتہ خوشخط بنام کارخانہ ارسال فرمادیں اجازت دینے یا پیشگی قیمت خصوصاً ریلوے پارسل کے لئے تو کچھ نقد ضرور آنا چاہیئے ٭

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج۔ محمد عبداللہ و سعداللہ احمدی سے مل سکتا ہے۔

سومنگلا

یہ ایک مذہبی دلچسپ ناول ہے جس میں رد تناسخ اور تناسخ کی لغویت تناسخ کی خوفناک برائیاں تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتائج کو نہایت اعلیٰ کمال دل سوز پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے قیمت صرف ۲ر

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی فصلی بخاری اور ملیریا کی دوا

یہ دوا بیس سال سے سارے ہندوستان میں استعمال کیجاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہیں اور سب قسم کے علاج کرا کے تنگ آ گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں اس میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی کو گراتی ہے قیمت فی شیشی کلاں ۱۴ر محصول ڈاک ۵ر دو شیشی تک ۲ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے دو تین مرتبہ کے لگانے سے یکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۴ر محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے ۶ ڈبیہ تک ۵ر اور بارہ ڈبیہ تک ۶ر

کھانسی کی دوا

یہ دوا چاہے کیسی ہی کھانسی ہو اُس کو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں (۱) کھانسی کو بچانا اور سردی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) سوکھا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی ۲ر ۳ خوراک قیمت ایکروپیہ (۶) پیکنگ و محصول ڈاک ۵ر

(اس دوا پر مہاراجہ صاحب کی رائے)

مہاراجہ دل گنجن سنگھ دیو بہادر رینو ڈبڑی چیف پٹنہ اسسٹنٹ بولانگیر ضلع سمبھل پور سے لکھتے ہیں۔ جناب من آپ کی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں۔ اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہو گئی مجھے صرف ۷ خوراک سے زیادہ پینے کی درکار نہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی ٭

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶۔ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

اصلی میرا اور میرے کا سرمہ

اصلی میرے اور میرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کا بنایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھنہ۔ جالا۔ پڑوال۔ سبل۔ اور سرخی۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سرمہ قسم اول فیتولہ عہ قسم دوم عہ۔ اصل میرا جس کی اصل قیمت عہ ہے فی الحال دو ماہ کے لئے اس کی رعائتی قیمت صرف تین روپیہ تولہ کر دی ہے۔ بعض ضروریات نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔

KHILAFAT LIBRARY

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا گیا۔ جسکی اصل عبارت یہ ہے) مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقا زردی رنگ و تنگی نفس دوق شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و یبوست و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں قیمت دو تولہ ایکروپیہ۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں شہدی اور پشاوری بادامی اور سیاہ و سفید ماشی اور ریشمی۔ سوتی۔ لٹری۔ صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم اور قیمت کی مل سکتی ہیں۔

احمد نور کابلی سوداگر مہاجر قادیان ضلع گورداسپور